اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دُنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۳) | مطبوعہ ۱۴ اگست ۱۸۹۶ء بروز جمعہ | جلد (۲۴)

ایڈیٹوریل نوٹس

ناظرین کو یاد ہوگا کہ گذشتہ ہفتہ ایک اڈیٹوریل نیچ ذات کے بارہ میں شایع ہوا تھا۔ عام طور سے اس اڈیٹوریل میں درخواست کیگئی تھی کہ اور صاحبان بھی اس بارہ میں اپنی اپنی رائے ظاہر کریں لہذا مناسب سمجھکر چند صاحبان سے بذریعہ چٹھی درخواست کی گئی تھی کہ آپ ضرور اس میں اپنے خیالات ظاہر کریں اور ہمارا ارادہ ہے کہ جس قدر مضامین جمع ہو جاینگے اگلے ہفتہ مراسلات میں شایع کر دینگے۔ ایسے ضروری مضمون کے بارہ میں مختلف اشخاص کی مختلف رائیں یعنے افادہ عام کے واسطے نہایت مفید ہے اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً جب کوئی ایسا بھاری مضمون پیش آوے تو ہم اسی صورت میں اس کو پیش کیا کریں گے +

چند ہفتہ گذرے کہ ہم نے پنڈتہ راما بائی کا وہ جواب درج اخبار کیا تھا جو کہ پنڈتہ مذکور نے اُن حق ناشناس لوگوں کو دیا ہے جنہوں نے اس سبب اُسکی نسبت شکایت کی تھی کہ اُس کے بیوہ خانہ کی چند بیوائیں مسیح کی طرف رجوع لائیں۔ اس بیوہ خانہ کی کمیٹی کی رپورٹ سے ہم ایک اور بات اخذ کرتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ ہندو بیواؤں کی کیسی حیرت انگیز اور غمناک حالت ہے اور اصلاح کرنے والوں کا کتنا بڑا بھاری کام باقی پڑا ہے۔ ہم اُن ہندو صاحبوں سے درخواست کرتے ہیں جو ریفارمری کا دعوی کرتے ہیں اور انجیل کی اچھی اچھی تعلیم کو ہندو مذہب کے سانچے میں ڈھالکر درس دیتے ہیں اور سامعین کو خوش کرتے ہیں کہ آپ خدا کے واسطے اِن بیواؤں کی خراب خستہ اور دردناک حالت پر چارہ سازی کا مرہم رکھیں +

سردی کے موسم کے شروع میں راما بائی کو معلوم ہوا کہ متھرا بندرابن میں جو ہندوں کا بڑا تیرتھ ہے بے شمار غریب بیوائیں رہتی ہیں کہ جو پروہتوں کے جال میں پھنسی ہوئی ہیں۔ اُن کی افسوسناک کہانیوں نے راما بائی کے دل کو رحم اور پاک جوش سے بھر دیا۔ اُس نے اُن میں سے کم از کم چند کے بچانے کا ارادہ کیا۔ اس لئے وہ ایک اور جوان ساتھی کو اپنے ہمراہ لیکر اور سادھوں کی طرح کپڑے پہنکر سفر کو روانہ ہوئیں۔ راستے کی مشکلات کو اُٹھاکر بندرابن پہنچیں۔ ایک پروہت نے اُن کے رہنے کے لئے ایک میلے سکرے کا انتظام کر دیا کہ جس میں وہ بھوکھی پیاسی صبح کی انتظاری میں جاگتی رہیں۔ جونہیں کسی قدر روشنی ہوئی اُنہوں نے غسل کرنا چاہا لیکن افسوس کہ جمنا کا پوتر جل کہ جس سے آتما سارے پاپوں سے پوتر ہوتا ہے جسم کے صاف کرنے کیلئے تو بہت ہی میلا اور گندہ تھا + وہ یہاں دو ہفتے تک رہیں۔ اس لئے کہ وہ نہ کبھی کسی مندر میں جاتی اور نہ کسی دیوتے کی پوجا کرتی تھی اُس پر شک تو کیا گیا مگر فقیرانہ لباس کے سبب سے محفوظ رہی۔ اُس نے دیکھا کہ سیکڑوں جوان اور عمر رسیدہ بیواؤں کو ہر سال پروہت لوگ ایسا دہوکہ دیتے ہیں کہ جو کچھ تھوڑا بہت اُنکے پاس ہوتا ہے وہ انہیں دیدیتی ہیں تب تو وہ انہیں جو کسی قدر بڑی عمر کی ہوتی ہیں اپنے گھر میں یا تو عورت یا نوکر کی طرح رکھ لیتے ہیں اور اُس وقت تک رہنے دیتے ہیں جب تک کہ اوروں کو ان کی جگہ پر رکھنے کیلئے انہیں نکالنے کی ضرورت نہ ہو۔ کم عمر والی بیواؤں کو سکھلایا جاتا ہے کہ بھوک کے جس کے لئے انہیں پھسلایا جاتا ہے کرشن جی مہاراج بڑے پرسن ہوتے ہیں اس سے تم کو مرنے کے بعد بڑی خوشی کی زندگی حاصل ہوگی۔ ان میں سے اُن کا جو اس گناہ میں پڑنے سے انکاری ہوتی ہیں سب کچھ چھین کر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اپنا آپ بندوبست کریں ان میں سے بعض بھوکھ کے مارے مر جاتی ہیں بعض خودکشی کر لیتی ہیں۔

اُس نے دیکھا کہ سات بیوائیں ایسی زندگی اور جگہ کو چھوڑ کر اُسکی حفاظت میں رہنے کو راضی ہیں لیکن پروہتوں کو اُن کے ارادے سے خبر ہو گئی اور اُنہوں نے اُن میں سے چھ کو بند کر دیا اور اُس کے بعد ہماری اُن تک رسائی نہیں ہو سکی مگر ساتویں بیوہ جو ابھی وہاں آئی تھی اور پروہتوں کو اُسے پھسلانے کا کوئی موقعہ نہیں ملا تھا اس لئے وہ اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ راما بائی خدا کا شکر کرتی ہوئی اُس جگہ سے روانہ ہوئی کہ اگرچہ میری زندگی خطرے میں تھی مگر توبھی خدا نے اُن میں سے ایک کو بچانے کی توفیق بخشی۔ گندی سی ہوا وہاں کی بود و باش کی تکلیفات اور فکر و تردد سے جو اُن خوفناک نظاروں کو دیکھ دیکھ کر اور دردناک کہانیوں کو سنکر پیدا ہوا وہ ایسی بیمار ہو گئی کہ جس سے اُن کے بچنے کی امید بھی جاتی رہی

نورافشاںؔ

پادری اے۔ ایچ یونگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

پادری جی۔ ایل ٹھکر داس صاحب + پادری ایچ گولکناتھ صاحب ۔ } اسسٹنٹ
مسٹر ایم۔ ایل ملیارام صاحب بی۔ اے + پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے } ایڈیٹرز

مسیح کی موت کفارہ ہے

انجیل مقدس میں صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ مسیح کی موت گناہوں کا کفارہ دینیوالی موت تھی۔ اور مسیح درحقیقت اسی لئے مُوا تھا نہ کہ کسی خطا کار یا شہید کی موت مُوا تھا۔ مگر لوگ کفارہ مسیح کو نہ ماننے کی غرض سے اُس کی موت کی بابت ایسی باتیں پیش کرتے ہیں جن سے ظاہر ہو کہ مسیح کو لوگوں نے ضد اور ڈاہ سے پکڑ کے مار ڈالا تھا اور یا کفر کے سبب قتل کیا تھا اور اس لئے اُس کی موت کفارہ نہیں ہے عام لوگوں کی سی موت ہے۔ اگر یہہ بات صحیح ہے تو مسیح صرف ایک اعلیٰ درجہ کا مارِلسنٹ تھا نہ کہ نجات دینے والا +

پہلا امر۔ یہہ کہ لوگوں نے ڈاہ کے سبب پکڑ کے مار ڈالا تھا اس لئے کفارہ نہیں تھا۔ متی ۲۶: ۳، ۴ و ۱۵، ۱۶۔ اور ۲۷: ۴۲- اس کا جواب انجیل سے ہمکو یہہ ملتا ہے کہ بیشک لوگوں نے اپنی نیت سے ایسا ہی کیا تھا اور مسیح نے بھی ایسا ہونے دیا۔ لوگوں کی نیت کفارہ کو نہیں بدلتی ہے۔ کیونکہ یونہی ہونا ضرور تھا (متی ۲۶: ۵۴) تاکہ وہ " اپنی جان بہتیروں کے لئے فدیہ میں دے " (متی ۲۰: ۲۸) پس مسیح نے لوگوں کے ڈاہ اور جھوٹے الزاموں کو اپنے برخلاف پیش ہونے دیا یہاں تک کہ " حاکموں کے سامنے اُن کا کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ اور اس لئے جب صلیب پر لٹکایا گیا تو لوگوں کے اُن طعنوں کی پروا نکی جو متی ۲۷: ۴۱-۴۴ میں مسطور ہیں۔ مگر ایسا نہ ہونے دیتا تو کون اُس کو قتل کرسکتا تھا (دیکھو یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸) پس یہہ سچ ہے کہ لوگوں نے مسیح کو اس نیت اور یقین کے ساتھ قتل نہ کیا تھا کہ گناہوں کا کفارہ دیویں مگر یہہ بھی سچ ہے کہ مسیح نے جو خود اس طرح اپنی جان دی تو لوگوں کے گناہوں کے فدیہ میں ہی ورنہ موت سے اُس کو کیا غرض تھی۔ لوگوں نے جو کچھ کیا بیشک نادانی سے کیا مگر خدا کا ارادہ جو نبیوں کی معرفت ظاہر کیا گیا تھا وہ بھی بیشک پورا ہوا۔ (اعمال ۳: ۱۷، ۱۸) یہہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور ہوتا ہے اور ہوگا بھی کہ انسان اپنی فعل مختاری کی رو سے اپنے ارادے پورے کرتا ہے اور انسان کے ارادوں اور کاموں میں خداوند تعالیٰ اپنا ازلی ارادہ پورا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ عالم الغیب اور قادر مطلق ہے اور انسان کے ارادوں اور کاموں میں اپنے علم اور دانائی سے دخل رکھتا ہے۔ لہذا مسیح کے سچ کفارہ ہونے کے برخلاف یہہ اعتراض کچھ وجود نہیں رکھتا اور بالکل بے زور ہے +

دوسرا امر۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ مسیح کفر کہنے کے سبب مارا گیا اور اس خطا کے لئے قتل کرنا توریت کی رو سے واجب تھا۔ چنانچہ مولوی نورالدین صاحب بھیروی نے بھی اپنی کتاب فصل الخطاب حصہ اول صفحہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور استثنا ۱۳: ۱-۵ کو مسیح کے جھوٹھا نبی یعنے غیر معبودوں کی طرف پھیرنے والا اور اس سبب واجب القتل ہونے کے لئے حکم پیش کیا ہے +

واضح ہووے کہ مولوی صاحب وغیرہ کا یہہ وہم اُس الزام کی تکرار ہے جو یہودیوں نے قیافا سردار کاہن کے اور پھر پلاطوس حاکم کے سامنے پیش کیا تھا کہ ہماری شریعت کے مطابق مسیح قتل کے لایق ہے۔ اس لئے کہ اُس نے اپنے تئیں خدا کا بیٹا ٹھہرایا ہے۔ (متی ۲۶: ۶۳-۶۵- اور یوحنا ۱۹: ۷)۔ (۱) یہہ بالکل سچ ہے کہ توریت اور انبیا میں ایک خدا کو ماننے کی تاکید ہے اور غیر معبودوں کی طرف پھیرنیوالا شخص خواہ کیسا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو قتل کے لایق قرار دیا گیا تھا۔ یہی سبب تھا کہ اگرچہ وہ لوگ مسیح کے معجزوں سے انکار نہیں کرسکتے تھے اور اُس کی تعلیم سے بھی دنگ تھے اور ان باتوں کے سبب اُس کو خدا کا نبی اور مسیح ماننے کے لئے تیار تھے تاہم ان اعلیٰ کاموں کا اُن لوگوں پر ایسا اثر نہ ہوا جیسا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ مسیح نے اُلوہیت کا اور ابن خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ (۲) یہہ بھی مصرح ہے کہ اُن غیر تمیز یہودیوں نے جو کچھ کیا غیر تمیزی سے کیا مگر دانائی کے ساتھ نہیں کیا۔ جب اُنہوں نے کفر کا الزام لگا کر اس کو قتل کے لایق ٹھہرایا (یوحنا ۱۹: ۷) اور جب حاکم نے اس سبب سے اُس کو قتل کے لایق نہ سمجھا شاید اس لئے کہ وہ خود غیر قوم تھا تو یہودیوں نے اُس پر بغاوت کا الزام لگایا تاکہ اس وجہ سے مسیح کو رومی قوانین کے مطابق قتل کرا دیں۔ (لوقا ۲۳: ۲) جب یہہ الزام بھی ثابت نہ ہوا اور حاکم نے چھوڑ دینا چاہا۔ (آیت ۴ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵) تب یہودیوں نے شور مچا کے اُسے تنگ کیا کہ اُسے صلیب دیجاوے اور اُن کی اور سردار کاہنوں کی آوازیں غالب ہوئیں (لوقا ۲۳: ۲۳ و ۲۴)۔ پس غیر تمیزی کے ساتھ ضد اور نادانی ظاہر ہے۔ (۳) اب غور کی بات یہہ ہے کہ اگر کفر کا الزام سچ سچ تھا یعنے اگر مسیح نے اُلوہیت کا دعویٰ کیا جو حقیقت میں اُس میں نہیں تھی تب تو یہودیوں کا الزام کفر اُس پر واجب تھا اور وہ بموجب توریت کے واجب القتل تھا اور مسیح کی موت اُس کے کفر کی سزا تھی پر اگر مسیح کا دعویٰ سچ تھا اور ایک طرف یہودیوں نے عہد عتیق میں مسیح موعود کی خبروں کو اچھی طور سے نہ جانا اور نہ سمجھا اور نادان رہے اور دوسری طرف مسیح کے دعووں اور ثبوتوں پر بھی غور نہ کیا تب تو یہودی اُس حساب کے دیندار ٹھہرے تھے جو استثنا ۱۸: ۱۹ میں واجب الادا ٹھہرایا گیا ہے۔ اور کیا یہودیوں کو یہہ حساب دینا نہ پڑا۔ ؟ اُن کی اس بڑی گمراہی اور سزا کی ساری قومیں گواہ ہیں جہاں جہاں یہودی تتر بتر ہیں۔ (۴) پھر اور بھی غور کرو کہ وہ الزام کفر اور بغاوت کے الزام سچے تھے یا جھوٹے۔ اگر مسیح نے استثنا ۱۳: ۱-۵ کی ممنوعہ باتوں کے برخلاف لوگوں کو غیر معبودوں کی طرف پھیرا تھا تب تو کفر ثابت ہے مگر دیکھو یہہ الزام کیسا روشن جھوٹھ ہے۔ مسیح نے توریت کے مطابق توحید کی بابت یہہ سکھلایا تھا کہ " سب حکموں میں اول حکم یہہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی

خداوند ہی۔ وغیرہ (مرقس ۱۲: ۲۹-۳۰) مسیح نے خدا کی توحید اور اُس کی فرمانبرداری کو نہایت اعلیٰ طور سے بیان کیا ہی اور روحانی طور سے اُس کی پرستش پر زور دیا ہی کیونکہ خدا روح ہی اور ہر قسم کی بت پرستی اور ہر قسم کی رسم یا علامت کو جو بت پرستی تک پہنچتی ہو عبادت الٰہی سے خارج کیا۔ (یوحنا ۴: ۲۴) لہذا استثنا ۱۳: ۱-۵ والا حکم مسیح پر عاید کرنا نالایق اور ناروا ظلم ہی مسیح نے کسی غیر معبود کی طرف نہیں پھیرا بلکہ سچے اور زندہ خدا کی طرف رجوع کروایا اور اُس غیر تمند قوم کو بھی۔ پھر جبکہ مسیح نے اپنے تئیں خدا کا بیٹا قرار دیا تو اول رسولوں کو ابتدائی واقعات سکھلائے تھے جو اُس کی پیدایش کے متعلق تھے۔ اور زیادہ ثبوت کے لئے یہہ خبر دی تھی یوحنا ۱: ۲۸ - ۱۰: ۱۷-۱۔ اگر یہہ خبر پوری نہوتی اور مسیح مُردوں میں سے زندہ نہوتا تو خدا کا بیٹا ثابت نہوتا۔ اور استثنا ۱۸: ۲۲ کا یہہ حکم کہ "تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اُس نے کہا ہی واقع نہو یا پورا نہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی تو اُس سے مت ڈر" مسیح پر حکم لگتا مگر معاملہ دگرگوں ہی مسیح نے فرمایا تھا کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ اُس کی ہی جس نے مجھے بھیجا ہی۔ یوحنا ۷: ۱۶۔ اور خدا باپ کے کہنے کے مطابق اپنے تئیں خدا کا بیٹا قرار دیا یوحنا ۵: ۳۰ بمقابلہ متی ۳: ۱۷۔ اور ثبوت میں مُردوں میں سے زندہ ہونیکی خبر دی اور وہ خبر پوری ہوگئی (روم ۱: ۴ - اعمال ۱۳: ۲۹-۳۳) لہذا استثنا ۱۸: ۲۲ والا حکم مسیح پر درست نہیں ہی۔ ہاں یہہ بھی معلوم ہووے کہ مسیح کا اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہنا اور لوگوں کا اُس پر ایمان طلب کرنا اس تاویل سے بالکل باہر ہی کہ اُس نے ایسا کہنے سے غیر معبودوں کی طرف بُلایا تھا۔ ہرگز نہیں۔ مسیح نے کبھی غیر کی تعلیم نہیں دی پر یہہ کہکے کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ باپ مجھ میں ہی۔ اُس نے اُسی واحد خدا کی طرف بلایا جو اگرچہ نادیدہ ہی تاہم کوہ طور پر بادلوں میں ظہور فرما کر موسیٰ اور بنی اسرائیل کو حکم فرماتا اور وہی واحد خدا اب مسیح کے وجود اقدس میں ہوکر حکم فرماتا ہی۔ اور مسیح میں ہوکر دنیا کو اپنے ساتھ ملالیا ہی۔ اسی

ظاہر ہو کہ کفر کا الزام غلط تھا اور مسیح کا دعویٰ سچا تھا اس دعویٰ کے ثبوت میں مسیح نے فرمایا تھا کہ میرے کاموں پر ایمان لاؤ تاکہ تم جانو اور یقین کرو کہ باپ مجھ میں ہی اور میں اُس میں ہوں یوحنا ۱۰: ۳۷-۳۸۔ یہودی لوگ جس غلطی میں پڑے اور ناسمجھ رہے۔ اور یہہ بات تو یہودیوں کے وہم و گمان میں نہ تھی کہ مسیح یعنے ابن اللہ خدا کی ذات واحد کا ایک ذاتی اقنوم ہی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہودی لوگ مسیح میں کسی طور پر الوہیت کو نہ سمجھے تھے اور زبردستی مسیح پر کفر کا الزام لگا استثنا ۱۳: ۱-۵۔ والے حکم کے تحت میں لے آئے اور مولوی نور الدین صاحب نے بھی کچھ فرق نہیں کیا۔ یہودی تو کسیقدر معذور ہو سکتے ہیں مگر مولوی صاحب کوئی عذر نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ یہودیوں کی غلط فہمی کے مقلد ہیں۔ پس جبکہ ثابت ہی کہ لوگوں کا کینہ اور نادانی باعث تھی تو معاملہ صاف ہی کہ مسیح اس لئے نہیں مارا گیا تھا کہ کفر اور بغاوت کا مجرم تھا اور توریت کے رو سے قتل کے لایق تھا بلکہ ظاہر ہی کہ بے گناہ مارا گیا تھا۔ اور اگر اُس کی موت کفارہ کے لئے تھی تو لوگوں کا کینہ اور نادانی اُس کی موت کے کفارہ دہ ہونے میں سے کچھ کم نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اُس کا مرنا ضروری تھا خواہ کسی طرح مارا جاوے۔ بہرحال انسان کے ہاتھوں سے مارا جانا مناسب تھا۔

اب معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ موت جو ایسی ضروری تھی آیا فی الحقیقت کفارہ دینے والی موت تھی؟ انجیل اس موت کو کیسا بیان کرتی ہی؟ اولاً متی ۲۰: ۲۸ میں مسیح نے خود صاف صاف فرمایا کہ ابن آدم اس لئے آیا کہ اپنی جان بہتیروں کے لئے فدیہ میں دے۔ اور پھر یہہ کہ اپنے تئیں اچھے گڈریے کی مانند بیان کیا ہی جو بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہی۔ یوحنا ۱۰: ۱۱ و ۱۷ و ۱۸۔ ثانیاً۔ لوگوں کے ایمان اور نجات کے لئے اپنے اوپر اُٹھائے جانے یعنے صلیب پر چڑھائے جانے کی خبر دی تھی اور موسیٰ والے شفا بخش پیتل کے سانپ کی علامت کو اپنے حق میں قرار دیا۔ موسیٰ نے پیتل کا سانپ بنا کر بلندی پر رکھا سانپ شیطان کا بھیس تھا جس میں اُس نے آدم و حوا سے گناہ کروایا تھا اور وہ لعنتی ٹھہرایا گیا تھا اور وہ مسیح کی علامت ہوا یعنے مسیح بھی دُنیا کے گناہوں کے بدلے سانپ یعنے شیطان کی طرح لعنتی تھا۔ یہہ سخت ذلت فدیہ ہونے کے سبب سے اُٹھائی۔ (گلتیوں ۳: ۱۳) اور اس نسبت سے اُس نے جتایا کہ وہ کیسی صلیبی موت سے مرنے پر تھا۔ (یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۵) ثالثاً مسیح نے موت سے پہلے یہودیوں کی عید فسح کو ختم کیا اور آپ اپنی موت کی وجہ سے ہماری فسح ہوا اور موت کی یادگاری کے لئے عشاء ربانی مقرر کی اور اپنے لہو بہائے جانے اور بدن توڑے جانے کی بابت فرمایا کہ یہہ تمہارے واسطے بہایا جاتا ہی یہہ بہتوں کے گناہوں کی معافی کے لئے بہایا جاتا ہی (متی ۲۶: ۲۸ اور لوقا ۲۲: ۱۹ و ۲۰ بمقابلہ خروج باب ۱۲۔ اور یہہ یادگاری کل مسیحی کلیسیا اس لئے کرتی ہی۔ اور کرتی رہیگی۔ پس خداوند کی ان ساری باتوں سے واضح ہی کہ وہ کس لئے اپنی جان دینے پر تھا۔ اور اُس کا یہی اور فقط یہی سبب تھا کہ انسان کے گناہوں کا فدیہ دیوے اور اُن کو گناہ اور گناہ کی سزا سے بچاوے۔ رابعاً تاکہ ظاہر ہو کہ وہ گناہوں کے لئے قربان ہونے کو اس دُنیا میں آیا تھا رسولوں نے اُس کو ایک برّے کے ساتھ تشبیہہ دیا جو قربانی میں چڑھائے جاتے تھے اور اُس کو خدا کا برّہ اور دنیا کی پیدایش سے پیشتر مقرر کیا گیا بیان کیا ہی۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے کہا "دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہی" (یوحنا ۱: ۲۹) پطرس رسول یوں لکھتا ہی کہ۔ وہ خلاصی جو تم نے پائی اُن بیہودہ دستوروں سے جو تمہارے باپ دادوں کی طرف سے چلے آئے تھے سو فانی چیزوں یعنے سونے روپے کے سبب سے نہیں۔ بلکہ مسیح کے بیش قیمت لہو کے سبب ہوئی جو بیداغ اور بے عیب برّے کی مانند ہی جو دُنیا کی پیدایش سے پیشتر مقرر ہوا تھا لیکن اس آخری زمانہ میں تمہارے لئے ظاہر ہوا۔ (۱ پطرس ۱: ۱۸-۲۱)

۲۔ قرنتھیوں ۵: ۲۱۔ کیونکہ اُس نے اُس کو جو گناہ سے واقف نہ تھا ہمارے بدلے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں شامل ہو کے

الٰہی راستبازی ٹھہریں -

روم ۴: ۲۵ - وہ ہماری خطاؤں کے واسطے حوالہ کردیا گیا اور پھر کے جلایا گیا تاکہ ہم راستباز ٹھہریں -

پس لوگوں کی ضد اور نادانی مسیح کے کفارہ پر کچھ اثر نہیں کرتی اور انجیل سے ظاہر ہے کہ اُس کی موت ضرور کفارہ دینے والی موت تھی اور ایسا نہوتا اگر اُس کی موت کفارہ دینے والی موت نہوتی مگر اُس کے کفارہ دہ ہونے کے سبب اُس پر ایمان طلب کیا گیا ہے اور ایمان کے وسیلے سے وہ کفارہ گناہگار کے لئے اور خدا کے سامنے موثر ہوتا ہے جیسا کہ مسیح خداوند نے خود ہی صاف صاف فرمایا تھا دیکھو یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ +

مراسلہ

دیانندی آریوں کا نئی مے کو پرانی مشکوں میں بھرنے کی کوشش کرنا

اب تک ہم نے ثابت کیا ہے کہ پنڈت دیانند نے ویدوں کی تفسیر اور ہندوؤں کی اصلاح میں صدق دل سے کام نہیں لیا بلکہ اس سے بڑھکر جہاں تک ہم پنڈت صاحب کی زندگی کے حالات سے واقف ہوتے جاتے ہیں ہم کو اُنمیں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آئی کہ جس کے سبب سے پنڈت صاحب کی زندگی نمونے کے لایق سمجھی جاوے مگر افسوس ہے کہ تعصب انسان کی آنکھوں کو یہانتک اندھا کر دیتا ہے کہ وہ اُس چیز کو جس کو اپنا کہہ چکا ہے ہزار برائیوں کے ہونے پر بھی اچھی ظاہر کرنیکی کوشش کرتا ہے اور اُس چیز کو جسکو اپنا نہیں بناتا ہزار خوبیوں کے ہونے پر بھی برا بتلاتا ہے - ایسا ہی حال پنڈت دیانند کے پیروؤں کا ہے باوجود اس کے کہ وہ پنڈت صاحب کی زندگی کے ایسے حالات سے کہ جنکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں واقف ہیں پھر بھی اُس کی زندگی کو نمونے کے لایق سمجھتے ہیں - چنانچہ ۱۸ مئی ۱۸۹۶ء کے آریا میتر کا میں ذیل کے الفاظ پائے جاتے ہیں " ہمیں سوامی دیانند کو اپنی عملی چلن یا برتاؤ کا نمونہ بنانا چاہیے "

ہم دیانندی آریوں سے پوچھتے ہیں کہ پنڈت دیانند کی زندگی میں وہ کون کونسی خوبیاں دیکھتے ہیں کہ جو پیروی کے لایق ہیں +

کیا پنڈت دیانند کا کہ جس کو آریا مہرشی سمجھتے ہیں اپنے والدین کے گھر سے جھوٹھ بولکر بھاگ جانا ان کے لئے نمونہ ہے؟ یا ان کا برسوں تک لنگوٹی پہنکر عام سنیاسیوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور کچھ مدت کے بعد اس قسم کی زندگی کو بے فائدہ سمجھکر چھوڑ دینا اور پہلی فقیرانہ زندگی کی یہاں تک کسر نکالنا کہ چار یا شاید پانچ روپیہ روز خوراک میں خرچ کرنا اور لنگوٹی کو چھوڑکر عام قسم کے کپڑے نہیں بلکہ اوروں کے روپیہ سے ذیل کی قسم کے کپڑے پہننا کہ جس کو ایک آریہ اخبار سے نقل کیا گیا ہے -

سرخ دوشالا کا مدار - دوشالا زرد - دوشالہ سرخ - چادر پشمینہ چوغہ پشمینہ - چوغہ سفید بانات کا - دوشالہ ریشمی - دوپٹہ ریشمی دھوپ چھاؤ - چوغہ زرد ریشمی - چوغہ اکہرا ریشمی چوغہ سبز - کوٹ ریشمی دوہرہ - پیٹی سرخ - دھوتیاں ریشمی کنارے کی - دوپٹہ کلابتو وغیرہ وغیرہ؟ یا منشی اندرمن مرادآبادی کے نام سے ہزاروں روپیہ جمع کرکے اور ان میں سے تھوڑے منشی صاحب کو دیکر اور کچھ ساجھوں کو واپس کرکے باقی کے ہزاروں خود ہضم کر جانا؟ یا ان کی شایستہ زبانی کہ جس کو اخبار دھرم جیون میں ۱۵ جولائی ۱۸۹۶ء کے آریہ گزٹ میں سے ذیل کے الفاظ میں اقتباس کیا گیا ہے کہ " ایک مرتبہ سوامی جی (مراد پنڈت دیانند سے ہے) اجمیر میں ایک مقام پر لکچر دے رہے تھے اور ہزارہا آدمی اُس وقت موجود تھے - اُس وقت وہاں ایک بڑا معزز عہدہ دار صاحب حکومت بھی بیٹھا ہوا تھا - اثناء ویاکھیان میں آپ نے کچھ بیجا اعتراض کیا تو سوامی جی نے بیباکانہ جواب دیا کہ " ارے بھائی سن سنسکرت بدیا سے تو بالکل کورا ہے - شاستر ابھپرائے تیرے کو معلوم نہیں تو اپنے من میں یہہ سمجھتا ہوگا کہ سوامی دیانند سرستی جی ایک فقیر سنیاسی ہے اور میں بڑا آدمی ڈپٹی کلکٹر یا اسسٹنٹ ہوں یہہ یاد رکھ کہ میں تیرے کو ایک کیڑے کی ٹانگ کا ایک ہزارواں حصہ بھی نہیں سمجھتا اور میں بھری سبھا میں کہتا ہوں کہ کسی پورب جنم کے پن پرتاپ سے تیرے کو یہہ مرتبہ مل گیا ہے ورنہ تو ایسا دھرم بھرشٹ آدمی ہے کہ تیرا درشن کرنا جوگ نہیں -

ہم نہیں جانتے کہ دیانندی آریا پنڈت صاحب کی زندگی کی کونسی خوبیاں بتلاویں گے کہ جن کی وہ پیروی کر رہے ہیں مگر ہم یہاں چند باتوں کا ذکر کرتے ہیں کہ جو آریہ سماج میں پنڈت صاحب کی زندگی کو اپنا عملی چال چلن یا برتاؤ کا نمونہ بنانے سے پیدا ہوگئی ہیں اور جو وقتاً فوقتاً ظاہر بھی ہو جاتی ہیں -

۱- آریہ سماجی دیانند کے نمونے پر کوشش کر رہے ہیں کہ آج کل کے کل علوم جو مغرب میں رایج ہیں یا رایج ہوتے جاتے ہیں ویدوں میں سے نکالیں - کچھ عرصہ ہوا کہ پنڈت گرو دت کا تصنیف کیا ہوا ایک انگریزی رسالہ ہماری نظر سے گذرا تھا کہ جس میں اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ ویدوں میں پانی کے دو اجزا یعنے آکسیجن اور ہائیڈروجن کا ذکر پایا جاتا ہے -

۲- جیسا کہ پنڈت دیانند خود وید کی دل میں کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے مگر ظاہر میں اپنی ترقی کیلئے وید وید کی دھوم مچا رکھی تھی اور کچھ کوشش نہیں کیجاتی تھی کہ آریا سماج کے شریک سچے صادق اور دل سے اُن کے عقاید پر یقین کرنے والے ہوں اسی طرح ان کے پیرو بھی کوشش کر رہے ہیں کہ آریا سماج کے ممبر زیادہ ہوں چاہے وہ دل سے آریا سماج کے اُصولوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں یا نہ کریں - اس کے لئے ہم چند ثبوت اخبار دھرم جیون ۱۸۹۶ء کی فایل میں سے یہاں پیش کرتے ہیں -

اوّل - ۲۲ جون کے پرچہ میں پنڈ دادنخاں کی ایک چٹھی





شایع ہوئی کہ جس میں ذیل کے الفاظ غور طلب ہیں۔

"سوامی صاحب (الشیشٹرانند سے مراد ہے) نے ہمکو ممبر بننے کے لئے فرمایا۔ ہم نے جواب میں کہا کہ اول جتنے ممبر ہم نے دیکھے ہیں اُن کی زندگی اچھی نہیں۔ دوم ان اصولوں پر ہمارا اعتقاد نہیں۔ پہلے کی نسبت اُنہوں نے فرمایا کہ زندگی خواہ کیسی ہو لیکن ہمارے گروہ کا نام بڑھ جاوے جو خاص ہمارا مطلب ہے۔ رہے اُصول اُن کی بابت آپ اُن کی تشریح سمجھکر فیصلہ کر سکتے ہیں تشریح اُصولوں کی ہونے پر وہ اُصول خاص ناستکوں کے پائے گئے"

دویم - دہرم جیون مورخہ ۲ مارچ سے انتخاب -

"پچھے دیانندی کے نزدیک دنیوی دولت - عزت اور ذہنی تعلیم وغیرہ کے سوائے پاپ پن سچ اور جھوٹ وغیرہ کی قسم سے جو کچھ ہے وہ کہنے اور عام لوگوں کو بہکا کر کام نکال لینے کے لئے ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ جسم اور نفسانی ضروریات اور دنیوی مزوں کے علاوہ ان کے نزدیک انسان کے لئے اور کچھ ہے ہی نہیں مگر جو لوگ معمولی عقل بھی رکھتے ہیں وہ بھی صاف معلوم کرتے ہیں کہ ظاہری وید وغیرہ عقاید کا جال بھی ہندوں کو دہوکا دیکر کام نکالنے کی غرض سے بچھایا گیا ہے ورنہ دل ہی دل میں یہہ لوگ ان سب باتوں کو سلام کئے بیٹھے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ خیالات کے اعتبار سے کثرت سے ناستک ہیں اور کثرت سے ایسے ہیں جو آریا سماج کے اُصولوں کے قایل نہیں ہیں"

اگرچہ اس قسم کے اور بھی ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں مگر ہم اسقدر پر اکتفا کر کے چند ثبوت اس کے پیش کرتے ہیں کہ آریا سماج میں کس طرح سے سوشیل اور اخلاقی اُصولوں کا بھی وقتاً فوقتاً ستیاناس کیا جاتا ہے +

اول - ماخوذ از دہرم جیون مطبوعہ ۳ فروری ۱۸۹۶ء

"حال میں امرتسر کی مشہور آریا سماج نے وہاں پر ایک بیوہ کی شادی ایک ایسے شخص سے کرائی کہ جس کے پہلے سے ایک بیوی موجود ہے اور باوجود اُس کی پہلی بیوی نے اس موقع پر بہت کچھ واویلا مچائی - بہت کچھ روئی بہت کچھ چلائی کہ ایسا غضب مت کرو مگر دیانندیوں نے ایک نہ سُنی اس کے سوائے اُس شادی کے متعلق اور بھی کئی باتیں ایسی مشہور ہیں کہ جو نہایت نفرت کے لایق ہیں"

دویم - ۱۴ ستمبر ۱۸۹۵ء کے پرچہ میں درج ہے کہ

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ باوجود ایک بیوی کے موجود ہونے کے فیروزپور کی آریا سماج کے پریسیڈنٹ پنڈت مولراج نے حال میں ایک اور شادی کی ہے اور عذر یہہ ہے کہ پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے - حالانکہ اولاد ہوئی تھی کہ جو زندہ نہیں ہے"

افسوس ہے کہ ان شادیوں میں نہ صرف اخلاقی اصولوں کا ہی ستیاناس کیا گیا ہے بلکہ ویدوں کی بھی جو آریا سماجیوں کی الہامی کتابیں ہیں بقول پنڈت دیانند صاف مخالفت کی گئی ہے کیونکہ دو جون یعنے برہمن چھتری اور ویش مرد یا عورت کو جب وہ ایک دفعہ ہمبستر ہو چکے ہوں دوسری شادی جایز نہیں ہے بلکہ نیوگ کرنا واجب ہے جس کا ذکر ہم پھر کبھی کریں گے +

۳ - پنڈت دیانند کے چیلے روپئے کے بھی ناجایز طور سے حاصل کرنے میں وقتاً فوقتاً نہیں چوکتے مثلاً

اوّل دہرم جیون ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء میں لکھا ہے کہ "ہم نے سنا ہے کہ اینگلو ویدک کالج میں سکھ راجاؤں سے چندہ حاصل کرنے کی غرض سے آریا لوگ اس فکر میں ہیں کہ کس طرح اپنے ہادی کی اُس تحریر کو جو گورو نانک مہاراج کی نسبت ہے اُڑا دویں +

دویم - ۱۸۸۸ء میں شملہ آریہ سماج نے ایک مندر اور آشرم کی تعمیر کے لئے روپیہ حاصل کرنے کی یہہ ترکیب نکالی کہ بموجب تعزیرات ہند کے دفعہ ۲۹۴ الف کے سرکار سے اجازت لینے کے بغیر لاٹری ڈالنے کا انتظام کیا تاکہ اس قماربازی کے وسیلے سے آسانی سے روپیہ جمع کیا جاوے +

مکاتبات دلچسپ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ نورافشاں نے کشف الحقایق کے مکاتبات دلچسپ پر چند دن کا عرصہ ہوا کچھ ریمارک کئے تھے۔ اب ہمارے لایق بھائی اکبر مسیح کا جواب اُسی اخبار کے پچھلے نمبر میں شایع ہوا ہے - اور ایسے پیرایہ میں کہ پڑھنے والے کو بادی النظر میں یہہ کہنا پڑے گا کہ جو کچھ نورافشاں نے گمان کیا تھا اُس کی اس میں بو بھی نہیں آتی - اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا جواب من و عن نورافشاں میں درج کر کے ناظرین کے سامنے رکھدیں تاکہ اُن کو معلوم ہو جائے کہ اُن کی طرف سے مولوی صاحب کو در اصل کیا جواب ملا - ہمارا یہہ ارادہ نہیں کہ ہم اِس دلچسپ مباحثہ میں کسی طرح کی اور زیادہ مداخلت کریں - جو کچھ کہنا ہم مناسب سمجھتے تھے ہم کہہ چکے ہیں اور اُسی پر اکتفا کریں گے - تاہم اس مضمون کے متعلق ایک دو باتیں جہانتک اُن کا تعلق ہمارے پچھلے آرٹیکل سے ہے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جو تعریف مسٹر اکبر مسیح نے لفظ عصمت کی پیش کی ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ نورافشان نے اِس لفظ کو بار بار اِس واسطے استعمال کیا کہ طرفین میں بحث اسی پر ہو رہی ہے - اِس لفظ کو وسیع معنے میں بھی استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ "با صطلاح اطلاق این لفظ بر پاکیست" اور پاکی یا پاکیزگی گناہ سے محفوظ رہنے کا نام ہے یا اُس کیفیت کا جو صفات حسنہ کے کامل مجموعہ سے پیدا ہوتی ہے نورافشاں کو صرف یہہ دکھانا منظور تھا کہ اگر عصمت بمعنی پاکی مسیح کے حق میں استعمال کی جائے تو اُسے ایسی پاکیزگی سمجھنا چاہئے جو خاصہ خدا تعالی ہے - اور مطابق اِس معنے کے جو کچھ نورافشاں نے سوچا تھا وہ درست نکلا - کیونکہ اکبر مسیح صاحب نے عصمت کے نسبتاً محدود معنی (جو صحیح بھی ہیں) لے کر اُسے تقدس اور پاکیزگی کی ایک خاص صورت ٹھہرایا جو محدود دائرہ میں گھومتی ہے - ہمیں اس میں کچھ کلام نہیں - ہمارا ریمارک صرف اُن الفاظ پر تھا جو اُنہوں نے محمد اور مسیح کا مقابلہ کرتے وقت موخر الذکر کی معصومیت کی شرح میں بیان فرمائے - اُنہیں کے سبب مولوی محمد حسین کو یہہ کہنا پڑا کہ عصمت بمعنی مذکور خاصہ خدائے تعالی ہے - کیا وہ عصمت کے یہہ معنے جو مسٹر اکبر مسیح

صاحب نے اپنے خط مرقومہ ذیل میں پیش کئے ہیں نہیں جانتے تھے؟ اُس شرح بیان کو پڑھکر طبیعت خواہ نخواہ کہہ اُٹھتی ہے کہ یہہ عصمت مساوی خدائے تعالیٰ کی قدوسیت کے ہے۔ نہ اُس محض عصمت کے جو مسٹر اکبر مسیح کے دائرہ عصمت سے بھی کہیں چھوٹے حدود کے دائرہ میں خراماں ہے۔ اُن کی عصمت یہہ ہے کہ "از ابتدائے وجود تا انتہائے عمر گناہ کبیرہ نکردہ باشد"۔ اب ہم اِس دعا کے ساتھ کہ ہمارے معزز بھائی کو اِس بحث میں فتح نصیب ہو اُس جوابی خط کو جو واقعی بڑی خوبی اور لیاقت کے ساتھ تحریر ہوا ہے پبلک کی نظر کے لئے درج اخبار کرتے ہیں۔ اے خداوند اس خط سے بھی ظاہر کر کہ تیری پاکیزگی۔ تیری قدوسیت نہ آدم میں۔ نہ ملائکہ میں اور نہ کسی اور بشر میں پائی جاتی ہے۔ وہ تیری ہی ذات کا خاصہ ہے کہ وہ نہ حاصل کی ہوئی ہے اور نہ کسی کی دی ہوئی ہے۔ نہ عارضی ہے نہ کسبی۔ بلکہ تیری الٰہی ذات کا خاصہ اور خو ہے۔ تو ازل سے یہہ جلال باپ کے ساتھ رکھتا ہے۔ اڈیٹر

مسٹر اکبر مسیح صاحب کا خط از باندہ ٧ جنوری ١٨٩٦ء

کرم فرمائے بندہ جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب تسلیم۔ میں سفر میں تھا واپس آکر آپ کے کرمنامہ مورخہ ٢٥ دسمبر ١٨٩٥ء سے سرفراز ہوا اس کے جواب میں امور ذیل گذارش کرتا ہوں۔

بحث عصمت مسیح میں میرا دعویٰ یہہ تھا "خداوند مسیح معصوم محض تھے نہ اُن سے کبھی کوئی خطا ہوئی نہ نسیان نہ وہ کسی ذنب کے مرتکب ہوئے نہ ترک اولیٰ کے ہر ایک لغزش سے وہ پاک تھے برخلاف اس کے محمد صاحب حسب تعلیم قرآن غیر معصوم تھے اُن سے ذنوب کا سرزد ہونا ثابت ہے" آپ نے میرے پہلے دعوے پر ایک ابتدائی شک پیدا کیا ہے جس کا ازالہ کر دینا میرا فرض ہے آپ فرماتے ہیں "ان معنی کر کے کوئی نبی معصوم نہیں ہے نہ مسیح نہ غیر مسیح نہ ملائکہ اور یہہ کہ عصمت بمعنی مذکور خاصہ خدا تعالیٰ ہے اور جس شخص میں اس قسم کی عصمت ہو وہ خدا کہلانے کا مستحق ہے نہ انسان یا نبی یا ملک رہا در کھنا چاہئے کہ دعویٰ میرا مسیح کے حق میں صرف وہی ہے۔ اور یہہ امر ابھی خارج از بحث ہے کہ ایسے شخص کو پھر کیا کہیں گے مگر تو بھی آپکے خیال کے خلاف میں کہتا ہوں کہ عصمت خاصہ الٰہی نہیں اور نہ عدم عصمت خاصہ انسانی۔

(١) خدا کو معصوم کہنا ہی خطا ہے لفظ معصوم کا اطلاق صرف ایسی ذات پر ہو سکتا ہے کہ جس کے لئے عدم عصمت کا امکان ہو۔ خدا قایم بالذات ہے اس کے صفات بھی ویسے ہی ہیں اُن کے لئے نقص اور عدم کا امکان نہیں پس خدا قدوس ہے نہ اس لئے کہ وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ اس لئے کہ وہ گناہ نہیں کر سکتا اُس کے لئے ممکن نہیں جس طرح موت بھی اُس کے لئے ممکن نہیں وہ قدوس بالذات ہے نہ کہ معصوم جس کے معنی ہیں "نگاہداشتہ شدہ و بازماندہ شدہ از گناہ"۔

(٢) انسان کی فطرت کو خدا نے حقیقتاً حالت پاکی و معصومیت کے لئے وضع کیا ہے گناہ و خطا اُس کا کوئی خاصہ نہیں جیسا کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ہم نے بنایا آدمی خوب سے خوب اندازہ پر سورہ تین۔ اور توریت شریف میں وارد ہوا ہے "خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا" اور یہی الفاظ بجنسہ حدیث میں آئے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب اس مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں فقضی اللہ تعالیٰ بحسب ھذہ الاحوال ان یخلق فی الارض خلیفۃ لہ ای نوعا یکون فیہ ارتفاقات وسیعۃ واخلاق کاملۃ یجمع فیہ قوۃ ملکیۃ وقوۃ بہیمیۃ فیتولد منہا حالات الٰہیۃ کالاحسان والمحبۃ ٹھہرایا اللہ تعالیٰ نے موافق ان امور کے یہہ کہ پیدا کرے زمین پر اپنا ایک خلیفہ جس کے اعمال وسیع اور اخلاق کامل ہوں مجتمع ہوں اس میں قوت ملکی اور قوت بہیمیہ پیدا ہوں اس میں حالات الٰہی مثل احسان اور محبت کے تاویل الاحادیث اور پھر دیباچہ میں مقصود پیدائش آدم کا یوں بیان کرتے ہیں ان اللہ ارادہ ان یصیر خلیفۃ فی الارض یبلغ الی کمالہ النوعی البتہ اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ خلیفہ ہو زمین میں اور اپنے کمال نوعی کو پہنچے۔ مقصود میرا اس سے یہہ ہے کہ میں دکھلاؤں کہ آدم کی معصوم پیدائش اور اُس کی کمال نوعی کے بارہ میں بیبل اور قرآن اور عیسائی اور مسلمان متفق ہیں چنانچہ قرآن میں وارد ہوا ہے کہ فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوالہ ساجدین پھر جب ٹھیک کروں اُس کو اور پھونکدوں اُس میں اپنی روح سے تو گر پڑیو اُس کے سجدہ میں مجمع البحار میں بھی وہی ہے کہ اللہ نے اُس میں اپنی روح پھونکی اور اُس میں کوئی شائبہ خطا اور بُرائی کا نہ تھا حتی کہ وہ مسجود ملائکہ ہو گیا۔

ایک مدت تک آدم اپنی اس معصوم حالت ابتدائی میں بے خطا اور نسیان رہا کیا۔ کسی ذنب کا مرتکب ہوا نہ کسی ترک اولیٰ کا ہر ایک لغزش سے وہ پاک تھا اور باوجود اس عصمت کے کسی نے نہیں کہا کہ وہ خدا کہلانے کا مستحق تھا۔ اور ان مثل عیسیٰ کمثل آدم عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم کی ہم صرف اُسی ابتدائی حالت معصومیت کا دعویٰ رکھتے ہیں جو آدم کو حاصل ہو چکی تھی اور جس میں ہمیشہ رہنے کی صلاحیت بھی اُس کو فطرتاً حاصل تھی اور جو نمونہ انسانی کاملیت کا تھا جس کے لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا تھا مسیح آدم ثانی کے لئے کرتے ہیں جس کمال نوعی پر پہنچنے کے واسطے انسان پیدا کیا گیا تھا مسیح اُس تک پہنچ گیا اور اس کے ارتفاقات واسعہ اور اخلاق کاملہ میں کسی لغزش کی مطلقاً گنجایش نہیں ہو سکتی۔ اور اسی کو عصمت محض کہتے ہیں مگر آدم کی اس حالت معصومیت کو مابعد ایک بات عارض ہو گئی جس سے بچ جانا اُس کا فرض تھا اور ایسا فرض جس پر وہ قادر تھا اور کہا گیا۔ فعصی آدم ربہ فغوی پھر حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پس راہ بہکا۔ طہٰ اور اس جگہ سے مشابہت آدم اور مسیح کی زایل ہوتی ہے امکان گناہ اور نافرمانی کا ہر دو کے لئے تھا فعل مختار ہر دو تھے دونوں معصوم رہ سکتے تھے۔ دونوں عاصی ہو سکتے تھے مگر ایک نافرمان ہو گیا دوسرا نہیں ایک کو اللہ نے اپنی قربت سے دور کیا اور کہا کہ اھبطا منھا اوترو یہاں سے طہٰ اور ایک کو اپنے تقرب میں لیا اور کہا انی متوفیک الیٰ مطہرک گا تجھے اپنی

طرف آل عمران ع اور وہ ہوگیا وجیہًا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور مقربین میں۔

۳- عصمت ملائکہ فرشتگان کو بالکل معصوم سب مانتے ہیں اور ان کے کسی ذنب و ترک اولیٰ و خطا و نسیان کا کہیں مذکور نہیں آیا مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی تفسیر سورہ بقر میں فرماتے ہیں بایدد انست کہ جمہور علماء دین اجماع دارند بر آنکہ فرشتہ ہا بجمیع اصناف خود از جمیع گناہاں محفوظ و معصوم اند و آیات صریحہ بریں مضمون گواہ است" چنانچہ قرآن میں حضرت جبرائیل کی بابت یوں وارد ہوا ہے ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین تکویر جس سے یہی مستنبط ہوتا ہے اب آپ فرماویں آیا آپ کو جملہ اہل اسلام کے ساتھ یہہ ماننے میں تامل ہے کہ قبل لغزش حضرت آدم ہر خطا و نسیان سے پاک تھے اور کہ حضرت جبرائیل نے کبھی کوئی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی کسی سہو کے مرتکب ہوئے مسیح کی نسبت میں صرف اس قدر کا مدعی ہوں جس قدر آدم کی نسبت قبل لغزش یا ملائکہ کی نسبت اس وقت

۴- دراصل عصمت انسانیت کا کمال ہے جیسے صحت زندگی حیوانی کا گناہ مثل مرض کے عارض ہے گو ہمکو کوئی انسان کامل صحت کی حالت میں نہ ملے اور یہہ خرابی مابعد پیدا ہوگئی اسی طرح گو ہمکو کامل انسان نہ ملے بے گناہ و معصیت تاہم گناہ کو کوئی خاصہ انسان کا نہیں جان سکتے مسیح کامل الانسان تھا اس لئے بے گناہ تھا مگر یہہ دکھلانے کو کہ عصمت محض کا خیال انسانیت کے تصور کی ضد نہیں صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ خود دائرہ اسلام میں انسان معصوم محض مانے گئے ہیں باوجودیکہ ان کو خدا کہنے کا خیال کسی کو نہوا چنانچہ شیعہ انبیاء اور ائمہ کو بڑے مبالغہ کے ساتھ کامل انسان ماننے کی غرض سے اسی معنی میں معصوم کہتے ہیں انکا عقیدہ ہے کہ "نبی اور امام معصوم ہیں کہ بھول اور دھوکے سے بھی ان سے گناہ نہیں ہوسکتا ابتداء عمر سے آخر تک" علم کلام میں قطعی دلیلوں سے ثابت ہوچکا ہے کہ پیغمبر معصوم ہیں اسی طرح امام بھی اول عمر سے آخر عمر تک کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ عمدًا یا سہوًا ان سے صادر ہونا ممکن نہیں" حاشیہ ترجمہ اردو قرآن نواب محمد حسین قلیخان صفحہ ۳۶۷ و ۴۳۱ جو دعویٰ یہہ لوگ اپنے اماموں اور نبیوں کی نسبت کر رہے ہیں وہ دعویٰ ہم اپنے نبی معصوم مسیح کی نسبت کرتے ہیں فرق صرف یہہ ہے کہ ان کے پاس اپنے دعوے کی دلیل نہیں ہمارے پاس ہے اور ایسی کہ جس سے ان کو انکار ممکن نہیں۔ اب آپ فرماویں آیا آپ کو خدا کی قدوسیت اور نبی کی معصومیت میں حقیقی فرق معلوم ہوتا ہے یا نہیں اور کیا اب بھی آپ کا خیال ہے کہ جس معنی کرکے میں حضرت مسیح کی معصومیت کا دعویٰ کرتا ہوں اس معنی میں وہ معصوم خدا کہلانے کا مستحق ہوگا۔ ہاں اگر ہوگا تو ہم اس کا حق اس کو دیں گے مگر آپ کو معلوم ہو کہ باخبر عیسائی جو مسیح کی الوہیت کے قایل ہیں وہ بھی عصمت مسیح کو کوئی خاصہ الوہیت کا نہیں مانتے بلکہ اس کو ایک ضروری صفت کامل انسانیت مسیح کی گردانتے ہیں÷

بقیہ

افشائے راز محمدی

نبوت محمدی کا تیسرا رکن

دیکھو مظاہرالحق جلد چہارم باب علامات نبوت میں۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرائیل وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ فصرعہ فشق عن قلبہ فاستخرج منہ علقۃ فقال ھذا حظ الشیطان منک ثم غسلہ فی طشت من ذھب بماء زمزم ثم لامہ واعادہ فی مکانہ وجاء الغلمان یسعون الی امہ یعنی ظئرہ فقالوا ان محمد اقد قتل فاستقبلوہ وھو منتقع اللون قال انس فکنت اری اثر المخیط فی صدرہ رواہ مسلم

روایت ہے انس سے یہہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل آئے اس حال میں کہ آنحضرت کھیلتے تھے ساتھ لڑکوں کے پس پکڑا آپ کو جبرائیل نے اور چت لٹایا آپ کو پھر چیرا آپ کے دل کی جانب سے اور نکالا ان کے دل میں سے علقہ۔ پس کہا جبرائیل نے یہہ حصہ شیطان کا ہے تجھسے۔ پھر دھویا آپ کے دل کو سونے کے لگن میں زمزم کے پانی سے۔ پھر ملایا اور درست کیا جبرائیل نے اس جگہہ کو کہ چیری تھی اور پھر رکھ دیا دلکو اس کی جگہہ میں یعنے اول دل کو رکھا اور پھر درست کیا سینے کو۔

اور آئے لڑکے کہ تھے ساتھ حضرت کے دوڑتے ہوئے حضرت کی ماں کے پاس یعنے دائی کے پاس جو دودھ پلاتی تھی پس کہا ان لڑکوں نے کہ محمد تحقیق قتل کئے گئے پس آئے لوگ حضرت کے پاس۔ پس دیکھا حضرت کو اس حال میں کہ رنگ متغیر ہے۔

کہا انس نے کہ پس دیکھتا تھا میں نشان سوئی کیسی کا حضرت کے سینہ مبارک میں۔

خاص مطلب۔

۱- یہہ ہے کہ جبرائیل کو کس نے پہچانا کہ یہہ جبرائیل ہیں کوئی آدمی نہیں۔

اگر کہو کہ لڑکوں نے پہچانا تو ان کی پہچان کا اور جبرائیل نام دینے کا اس حدیث سے کچھ ثبوت نہیں۔ اگر کہو کہ محمد صاحب نے پہچانا تو اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں اور نہ اس وقت کی پہچان سند ہوسکتی ہے۔ کیونکہ محمد صاحب دو برس کی عمر میں تھے جب یہہ واقع محمد صاحب سے نسبت کیا جاتا ہے۔ دیکھو تواریخ محمدی کہ جس میں یوں بیان ہوا ہے۔ جب محمد صاحب قریب دو برس کے ہوئے ایک روز حلیمہ کے لڑکوں کے ساتھ حضرت بکریاں چرانے کو چلے گئے مسلمان کہتے ہیں کہ ناگاہ دو مرد سفید پوشاک کہ ان کے گمان میں جبرائیل اور میکائیل تھے وہاں آئے۔ ایک کے ہاتھ میں برف پانی کا لوٹا چاندی کا تھا دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا قاب تھا۔ انہوں نے محمد صاحب کو پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر ان کا

پیٹ سینے سے پیشاب گاہ تک چیر ڈالا - اور انتڑیاں باہر نکال کر دہوئیں اور پھر پیٹ میں رکھکر درست کر دیا - پھر دوسرے دن دل کو مضغ گوشت ہی باہر نکالا اور اُس کو دہویا - اور اسی میں سے کچھ کالا کالا سا دھبا نکالکر پھینکدیا اور کہا ھذا خط الشیطان منک یا حبیب الله یعنے اے خدا کے دوست یہہ شیطان کا خط ہی تجھ میں سے جو نکالا گیا - پس دو برس کی عمر میں اول تو یہہ پہچان ہو نہیں سکتی ہی - اگر ہو سکتی ہی تو یہہ ضرور ثابت ہی کہ محمد صاحب نے جبرائیل کو نہیں پہچانا - اگر محمد صاحب نے جبرائیل کو پہچانا ہوتا تو غار حرا کے ماجرے میں کیوں لاعلم ہو کر خدیجہ کے پاس جاکر کہتے کہ میں خطرے میں ہوں - اور ورقہ بن نوفل سے کیوں پوچھتے ؟ غرضکہ محمد صاحب نے یہہ نام جبرائیل تو اُس شخص کو دیا اور نہ پہچانا کیونکہ آپ بیہوشی میں تھے - نہ کہ حالت بیداری میں ؟ پس یہہ نام راوی کی طرف سے ہی تاکہ محمد صاحب کی توقیر ہو +

۲ لڑکوں کا بھاگنا جبرائیل کی آمد کا نشان نہیں - اگر لڑکے سچے تھے جو چشمدید گواہ تھے - تو محمد صاحب کو لوگوں نے مردہ کیوں نہ پایا ؟ کیونکہ آنکھ سے دیکھنے والوں کی گواہی یہہ تھی کہ محمد صاحب قتل کئے گئے ؟ اور جب لوگوں نے جاکر دیکھا تو محمد صاحب چنگے بھلے تھے - پس وہ لڑکے جھوٹے گواہ تھے کیونکہ مطلب گواہی کے مطابق نہ تھا - بلکہ خلاف ؟

۳ لوگوں نے محمد صاحب کو حالت حیرانی میں دیکھا - جس سے صاف ظاہر ہی کہ وہ لڑکا جسکی عمر دو برس کی تھی لڑکوں کے بھاگ جانے سے حیران تھا - اور ڈر گیا تھا - کیونکہ ساتھی خوف سے جیسے لڑکوں کا قاعدہ ہی کہ کھیلتے وقت اگر دے بلی کی آواز سنتے ہیں تو بھاگ جاتے ہیں - یا یوں نہیں کوئی لڑکا چلا اٹھا کہ لڑکو شیر یا چور آیا خوف سے سب بھاگ جاتے ہیں ایسے ہی وے لڑکے وہم کے خوف سے بھاگ گئے - اور محمد صاحب پر یہہ خوف موثر ہو گیا اس سے نہ بھاگا گیا وہ ضرور متغیر اور پریشان ہونگے - اس باعث سے آپ متغیر تھے - اور کوئی وجہہ نہیں نظر پڑتی - جس کا راوی نے پہاڑ بنا دیا ہی -

۴ انس کی گواہی سے ثابت ہی کہ بات واقع نہیں ہوئی ناظرین آپ غور کریں - کہ سینہ چھاتی کے نیچے سے لیکر پیشاب گاہ تک پھاڑا جاوے اور اُس کے زخم کا نشان سوئی کے زخم کے نشان کے برابر ہو ؟ اور اُسپر راوی کو یقین آگیا ہو کہ محمد صاحب کا سینہ پھاڑا گیا - اور دل نکالا گیا ؟ قربان ایسے گواہوں کے ؟ غرضکہ یہہ قصہ محمد صاحب کی نبوت کی نفی میں ہی کیونکہ اس میں کچھ حقیقت نظر نہیں آتی ہی - اگر اس بیان سے محمدی نبوت کی نفی نہیں تو تائید تو ہزاروں کوس دور ہی +

بقیہ

کیا قرآن میں کتب مقدسہ بیبل کی تحریف کا دعویٰ ہی - ؟

۱۰ آل عمران ، رکوع ۷ - یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ -

ترجمہ - اے کتاب والو کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط اور چھپاتے ہو سچی بات جان کر -

امام فخرالدین صاحب رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں -

اما قوله وتكتمون الحق فالمراد ان الآيات الموجودة في التوراة الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم كان الاستدلال بها مفتقرا الى التفكر والتامل والقوم كانوا يجتهدون في اخفاء تلك الالفاظ التي بمجموعها يتم هذا الاستدلال مثل ما ان اهل البدعة في زماننا يسعون في ان لا يصل الى عوام هم دلائل المحققين

ترجمہ - یہہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چھپاتے ہو سچ کو - اس سے یہہ مراد ہی کہ توریت میں آیتیں موجود ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں - اُن آیتوں سے استدلال کرنے میں غور اور فکر درکار ہی - اور وہ لوگ اُن الفاظ کے چھپانے میں جن کے مجموعے سے یہہ دلیل پوری ہوتی ہی کوشش کرتے تھے - جیسے کہ ہمارے زمانہ میں بدعتی اس میں کوشش کرتے ہیں کہ محققین کی دلیلیں عوام تک نہ پہنچیں -

پھر تفسیر کبیر میں یہہ بھی لکھا ہی -

اعلم ان الساعي في الاخفاء لا سبيل له في ذلك الا من احد الوجهين اما بالقاء الشبهة التي تدل على الباطل او باخفاء الدليل الذي يدل على الحق فقوله لم تلبسون الحق بالباطل اشارة الى المقام الاول وقوله تكتمون الحق اشارة الى المقام الثاني اما لبس الحق بالباطل فانه يحتمل هنا وجوها احدها تحريف التوراة فيخلطون المنزل بالمحرف عن الحسن ابن زيد وثانيها انهم كانوا يتواضعون على اظهار الاسلام في اول النهار ثم الرجوع عنها اخر النهار تشكيكا للناس عن ابن عباس وقتادة وثالثها ان يكون في التوراة ما يدل على نبوة صلى الله عليه وسلم من البشارة والنعت والصفة ويكون في التوراة ايضا ما يوهم خلاف ذلك فيكون كالمحكم والمتشابه فيلبسون على الضعفاء احد الامرين بالاخر كما يفعله كثير من المشبهة وهذا قول القاضي ورابعها انهم كانوا يقولون ان محمدا صلى الله عليه وسلم معترف بان موسى حق ثم ان التوراة دالة على ان شرع موسى لا ينسخ وكل ذلك القاء الشبهات -

ترجمہ - جو شخص حق بات چھپانے میں سعی کرتا ہی اُس کو اس بات میں دو رستوں کے سوا کوئی راستہ نہیں ہی - یا تو شبہہ ڈالے جو ناحق پر راہ بتاوے - یا سچا رستہ بتانے

نوٹ: اگر اس ماجرے کی کچھ حقیقت ہو تو فقط یہہ کہ مرگی کی بیماری حضرت کو اُس موقع پر پہلے دفع ہوئی - اس کی تاریخ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بیماری اُس کو ہوا کرتی تھی +

والی دلیل کو چھپا دے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہہ قول کہ "کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط" اشارہ ہے پہلی بات کی طرف۔ اور یہہ قول اللہ تعالیٰ کا "اور چھپاتے ہو سچی بات کو" اشارہ ہے دوسری بات کی طرف۔ مگر صحیح میں غلط ملانا اُس کی کئی صورتیں ہیں۔ اوّل تحریف توریت کی کہ ملا دیں کلام الٰہی کو کلام محرّف سے۔ یہہ روایت حسن او ابن زید کی ہے۔ (واضح رہے کہ امام فخرالدین نے جابجا بیان کیا ہے کہ ایسی تحریف توریت میں نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ اُن کے اقوال کچھہ تو مذکور ہو چکے ہیں اور باقی ہم آگے چل کر لکھیں گے لہذا یہہ رائے حسن و ابن زید کی درست نہیں) دوم وہ لوگ (یعنے چند اشخاص یہود مدینہ میں سے) صبح کو اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے تھے اور شام کو پھر جاتے تھے لوگوں کو شک میں ڈالنے کیلئے۔ اور یہہ روایت ابن عباس اور قتادہ کی ہے۔ سوم یہہ کہ توریت میں وہ آیتیں بھی ہیں جو دلالت کرتی ہیں اوپر نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور پیشینگوئی کے اور حضرت کی نشانیوں پر اور تعریف بتانے پر۔ اور توریت میں ایسی بھی آیتیں ہیں جن سے اُن کے برخلاف شبہہ پیدا ہو۔ تو ان آیتوں کی مثال محکم اور متشابہ کی ہوئی۔ پھر وہ لوگ (یعنے یہود مدینہ) ان دونوں باتوں کو ملا کر لوگوں پر شبہہ ڈال دیتے تھے۔ جیسے کہ اکثر شبہہ ڈالنے والے ایسا کرتے ہیں۔ اور یہہ قول قاضی کا ہے۔ چہارم یہہ کہ وہ لوگ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اقرار کرتے ہیں کہ موسیٰ برحق ہیں۔ پھر توریت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ شریعت موسیٰ کی منسوخ نہیں ہونے کی اور یہہ سب باتیں شبہہ ڈالنے کی ہیں۔

اور عبدالقادر صاحب دوسرے فائدہ میں یوں لکھتے ہیں۔ توریت کے بعضے حکم تو موقوف ہی کر ڈالتے تھے غرض کے واسطے اور بعض آیتوں کے معنے پھیر ڈالتے تھے اور بعضے چیز چھپا رکھتے تھے ہر کسی کو خبر نہ کرتے تھے جیسے بیان پیغمبر آخر الزمان کا +

پس ظاہر ہے کہ صحیح میں غلط ملانے سے یہہ مراد ہے کہ اہل کتاب سکنہ مدینہ میں سے اغلباً یہودیوں کے وہ پانچ رئیس کہ جن کا بیان بموجب روایت ابن عباسؓ کے اوپر کیا گیا ہے کہ جو اپنے نذرانہ کی کمی کے اندیشہ سے محمد صاحب کے دشمن بتائے گئے ہیں لوگوں کو شبہات میں مبتلا کرتے تھے۔ یا جیسا کہ سرکی اس آیت متنازعہ کی نیچے کی آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں کہ "بارہ یہودیوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ صبح کو وہ اپنا محمدی ہونا ظاہر کرتے تھے اور شام کو لوگوں میں شک ڈالنے کے لئے محمد صاحب سے برگشتہ ہو جاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم نے اپنی کتاب میں غور کی اور ہم نے علماء سے بہت مباحثہ کیا نشانی تمہارے نبی موعود کی نہ پائی۔ الخ" الغرض کہ وہ محمد صاحب کے دعویٰ کے برعکس ایسی آیات بھی توریت سے پیش کیا کرتے ہوں گے کہ جن سے محمد صاحب کے نبی ہونے کے دعویٰ کی تصدیق کے بجائے اُس کے دعویٰ کے باطل ہونیکا شبہہ پڑ جاتا تھا جیسا کہ قاضی کے قول سے اوپر ظاہر ہو چکا ہے اور حق کا چھپانا بھی امام فخرالدین کے نزدیک ایسا تھا کہ جیسا اس زمانہ کے مدعی قرآن کے مسایل کے باب میں کرتے ہیں کہ تحقیق کے دلایل عوام تک نہ پہنچیں۔ لہذا آیت قرآنی کا یہہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ چند اشخاص یہود مدینہ کتب مقدسہ کو گھٹاتے یا بڑھاتے تھے بلکہ یہہ ہے کہ وہ محمد صاحب کے دعویٰ نبوت کو باطل کرنے کے لئے آیات کتب مقدسہ کے ایسے معنے بیان کرتے اور سند میں ایسی دیگر آیات کو پیش کر کے آیات متنازعہ کا اُن سے مقابلہ کرتے (جیسے کہ علماء آج کل بھی کیا کرتے ہیں) کہ جن سے محمد صاحب کے حق میں کوئی پیشینگوئی تو ثابت نہیں ہوتی بلکہ شبہہ باطل ہونے کا پڑ جاتا تھا۔ اس لئے محمد صاحب اُن کو صحیح میں غلط ملانے اور حق کو چھپانے کا الزام مقصد کے بر نہ آنے کے سبب لگاتے تھے۔ سو یہہ الزام بھی اپنے چند حریفوں سکنہ مدینہ کو نہ کہ تمام جہان کے اہل کتاب کو لگاتے تھے۔ لہذا ثابت ہے کہ کتب سماوی مشتہرہ جہان کی تحریف جو ایک ناممکن امر تھا اُس کا دعویٰ قرآن میں نہیں ہے + باقی آیندہ

سرکاری خبریں

۱۔ مسٹر ایف ڈبلیو برچ صاحب ڈسٹرکٹ جج ڈیرہ اسمٰعیل خان کو تین ماہ کی رعایتی رخصت یکم اگست ۱۸۹۶ء سے عطا ہوئی ہے اور لفٹنٹ آر۔ ایم۔ لوئیس صاحب بہادر ضلع جہلم کے چارج سے سبکدوش ہو کر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بطور قایم مقام ڈسٹرکٹ جج مقرر ہوں گے +

۲۔ مسٹر اے سی ہولڈر صاحب قایم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ کو ایک ماہ کی رعایتی رخصت ۲۷ جولائی ۹۶ء سے عطا ہوئی ہے +

۳۔ حال میں یہہ مضمون اخبار عام میں شایع ہوا کہ موضع جکرپور ضلع گوڑگانوں میں دس چمار جو کنکر کھودنے کے لئے بیگار پر لگائے ہوئے تھے مٹی گرنے سے دب گئے کیونکہ وہ کان کھودنے کے کام سے ناواقف تھے اور کہ تین آدمی اُن میں سے مر گئے اور سات زخمی ہوئے۔ گورنمنٹ عالیہ کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جس گاؤں میں کنکر کئی سال سے نکالا جا رہا ہے اُس گاؤں کے چمار اپنی رضامندی سے کنکر کھودواتے تھے کیونکہ یہہ کام اُن کو قحط کے امدادی کام کے طور پر دیا ہوا تھا۔ مٹی کے گرنے سے صرف تین آدمی کان میں دب گئے تھے جن میں سے صرف ایک مر گیا اور باقی دو کو بہت خفیف ضربیں آئیں چنانچہ اس واقعہ کی اطلاع فوراً پولس اور صاحب مجسٹریٹ ضلع کو دی گئی تھی اور معمولی تحقیقات عمل میں آئی تھی۔

۴۔ اخبار ہمسین میں یہہ شایع ہوا ہے کہ کرنیل ہالرائیڈ صاحب سابق ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کا ایک صاحبزادہ پروفیسر آف سائنس حال کی جگہہ لاہور گورنمنٹ کالج میں مقرر ہوئے ہیں یہہ خبر باطل بے بنیاد ہے کیونکہ صاحب موصوف نے نہ کبھی اس عہدہ کے واسطے درخواست کی اور نہ کبھی ایسا خیال ہوا ہے +

پنڈت جانکی پرشاد

ملکوں اور شہروں کی خبریں مختصر

میرٹھ کے ہیڈ کانسٹبل کو سخت جرم میں چھ ماہ کی قید ہوئی +

ایک چور پکڑا تھا۔ حوالات سے بھاگ گیا چالاکی سے ایک بے گناہ کو قید کر دیا +

بریلی میں گذشتہ ہفتہ دن دھاڑے ۳ ڈاکے پڑے ڈاکو مسلح تھے +

۴۔ اگست لنڈن کی خبر ہو کہ لی ہنگ چنگ نے توپیں جرمن سے خریدی ہیں بندوقیں فرانس سے +

انگلینڈ سے جہاز تیار کرائے جاوینگے برٹش نمونہ کے اور برٹش افسران کے مسلح +

مہامندی رنگون میں طغیانی کم ہو رہی ہو انسان وحیوانوں کی بے شمار لاشیں بہتی ہیں +

۵۔ اگست لنڈن کی خبر ہو کہ سلطان روم نے کریٹ کا بند کرنا نامنظور کیا ہو +

سلطان موصوف نے لکھا ہو کہ اگر یورپین طاقتوں نے ایسا کیا تو وہ خلاف عہد تصور کریں گے +

تازہ خبر آئی کریٹ کی حالت روز بروز نازک ہوتی ہو +

ہرکلیون میں اجنبیوں کے مکانات کو مسلمان لوٹ رہے ہیں منتظم علم کو روک نہیں سکتے +

۶۔ اگست لنڈن سے خبر آئی برٹش کانسل فوراً کانڈیا کو روانہ ہوئے +

کریٹ میں یورپین چال کو نامنظور کرنے پر انگلینڈ کی نیت اور عقل پر جرمنی میں سخت جوش پھیلا ہو +

۷۔ اگست کے ٹائمس نے جرمن سلائے پر سخت افسوس ظاہر کیا اور برٹش پالیسی کا مطلب سمجھایا +

لکھا ہو لارڈ سالسبری کی نامنظوری کا باعث یورپین پالیسی کا موٹاپن ہو +

کریٹ کو بند کر دینے کی پالیسی کو صفائی سے سمجھایا انگلینڈ کی نااتفاقی کا یہی باعث ہو +

حضور ملکہ معظمہ نے بھی لی ہنگ چنگ کو گرینڈ کراس آف دی رایل وکٹورین آرڈر عنایت کیا ہو +

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ کیرج شاپ آجینکے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مسٹر ہولڈکرافٹ صاحب دیسی مسیحیوں کے واسطے ایک ٹیکنیکل برانچ بہت جلد کھولنے والے ہیں۔ ہماری دعا ہو کہ خدا صاحب بہادر کے ارادہ کو پورا کرے +

اجمیر میں رحمت باران اپنا رنگ دکھا رہی ہو۔ بقال بیچارے سر جھکائے بیٹھے رو رہے ہیں۔

یہاں آخری چہار شنبہ کی عام تعطیل تھی دولت باغ میں محمدیوں نے خوب محمدیت دکھلائی تھی۔ طوائفوں کے ساتھ مولوی صاحبان ہنڈولا جھولتے تھے +

سنتے ہیں کہ یہاں سے آر۔ ایم۔ آر۔ کا کارخانہ اٹھکے آگرہ یا کانپور جانے والا ہو +

راجہ صورت سنگھ صاحب مسیحیوں کے ساتھ خوب میل ملاپ رکھتے ہیں۔ آپ والی اودے پور کے بڑے بھائی ہیں۔ کیوں نہو بڑوں کی بڑی باتیں ہوتی ہیں۔

برما کی عورتیں بھی بائیسکل پر سوار ہونے لگیں وہاں کی عورتیں مردوں کا کام کرتی ہیں +

آگرہ پولیس کا ایک کنسٹبل چوری کے جرم میں ۲ ماہ قید ہوا +

بریلی میں گندم ۱۰ سیر روپیہ کا بکتا ہو۔ ہیضہ بھی سخت پھوٹا ہو +

مہاراجہ صاحب کشمیر نے سرینگر کے نئے گرجہ کے واسطے ۱۵۰۰ روپیہ کا چندہ دینا منظور کیا +

بریلی کے ریفارمیٹری سکول کے ذریعہ کم عمر مجرموں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہو +

سپرنٹنڈنٹ سکول مذکور کی رائے ہو کہ مجرم قوموں کے لڑکے داخل نہ کئے جاویں +

کلکتہ سے ہیضہ رفع ہو گیا۔ بخار کی شکایت زیادہ ہو گذشتہ ہفتے ۲۰ لوگ اس سے مرے +

ایم گلبرٹ ایک فرنچ مین کل دنیا کا سفر پیدل کر رہے ہیں ۲۳ کو مدراس پہنچے کلکتہ جاوینگے +

بولو وایو سے خبر آئی ہو کرنل پلمر متابلی کے جھنڈوں کو بھگا رہے ہیں +

۱۴ اگست کے حملہ میں ۵ جھنڈ توڑے گئے برٹش میجر کرشا مارے گئے اور چار اور ۱۵۔ زخمی ہوئے جن میں سے اکثر افسر ہیں۔ متابلی کے نقصان کا اندازہ نہیں +

واقعات اور رائیں

ترکی و بلغاریہ میں کھٹ پٹ

سلطنت ترکی کو موجودہ حالت میں ایک انگلش اخبار نویس نے بھوسہ کے ایک ڈھیر سے تشبیہ دی تھی۔ کہ چونکہ وہ دبا ہوا ہوتا ہو اُسے آگ جلدی جلدی نہیں لگتی اور اگر جلانا ہو تو اُسے کئی جگہ سے آگ دکھانی ہوتی ہو۔ ترکی بھوسے کے ڈھیر کو یورپ جلد جلد جلانا چاہتا ہو۔ لیکن وہ جلدی آگ نہیں پکڑتا۔ بہرحال وہ جگہ جگہ سے آگ پکڑ رہا ہو۔ سیریا ایشیائی روم میں آرمینیا میں۔ کریٹ میں۔ مقدونیا میں حال میں تازہ خبر لنڈن سے یہ آئی ہو کہ بلغاریہ سے بھی ایسی ہی کھٹ پٹ ہوئی ہو۔ بلغاریہ ۱۸۷۸ء کے عہد نامہ برلن کے رو سے ایک خود مختار ریاست بن گئی ہو اور سلطان روم کی سرپرستی کو برائے نام قبول

کرتی ہو۔ اور عیسائی یہاں روس کا دخل بھی رہا ہے۔ ۷۔ اگست کو خبر آیا ہے مناستر (صوفیا) سے آئی ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ ترکی فوج کی چھاؤنیوں میں کھلبلی تھی۔ اور خواہ مخواہ سرحد پار ہو کر بلغاریہ پر گولیاں چلا دیں + (عام)

پھلو اور بڑھو

(پیدایش ۱ - ۲۸ ع)

(سموایل کی پہلی کتاب ۱ و ۲ باب) کوہستان افرائیم میں رامتیم صوفیم کا ایک شخص تھا اور اُس کا نام القانہ تھا۔ وہ یروحام کا بیٹا تھا جو الیہو کا بیٹا جو توحو کا بیٹا جو صوف افراتی کا بیٹا تھا۔ اُسکی دو جوروان تھیں ایک کا نام حنّہ تھا اور دوسری کا فننہ اور فننہ اولاد والی تھی اور حنّہ بے اولاد تھی۔ یہہ شخص ہر سال اپنے شہر سے روانہ ہو کے سیلا میں رب الافواج کے آگے سجدہ کرنے اور قربانی گذراننے کو جاتا تھا اور عیلی کے دو بیٹے حفنی اور فینحاس وہاں خداوند کے کاہن تھے +

اور ایسا تھا کہ جس جس وقت القانہ ذبیحہ گذرانتا تھا تو اپنی جورو فننہ کو اُس کا اور اُس کے بیٹوں اور اُس کی بیٹیوں کے حصے دیتا تھا۔ پر حنّہ کو دوہرا حصّہ دیا کرتا تھا اس لئے کہ وہ حنّہ کو چاہتا تھا۔ لیکن خداوند نے اُس کا رحم بند کر رکھا تھا سو اُس کی سوت اُسے کُڑانے کیلئے نہایت چھیڑتی تھی۔ اس واسطے کہ خداوند نے اُس کا رحم بند کر رکھا تھا۔ اور ہر برس جب وہ خداوند کے گھر جاتا تھا تو اسی طور سے وہ اُسے چھیڑتی تھی۔ سو وہ روتی تھی اور کچھ نہ کھاتی تھی۔ سو ایسا ہوا کہ اُس کے خاوند القانہ نے اُسے کہا کہ اے حنّہ تو کیوں روتی ہے اور کیوں نہیں کھاتی اور تیرا دل کیوں کڑھتا ہے تیرے لئے میں کیا دس بیٹوں سے اچھا نہیں +

غرض سیلا میں جب وے کھا پی چکے تو حنّہ اُٹھی اور اُس وقت عیلی کاہن خداوند کی ہیکل کی چوکھٹ پاس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور وہ نہایت دلگیر تھی سو اُس نے خداوند سے دُعا مانگی اور زار زار روئی اور اُس نے منّت مانی اور کہا اے ربُ الافواج اگر تو اپنی لونڈی کی مصیبت پر نظر کرے اور مجھے یاد فرماوے اور اپنی لونڈی کو فراموش نہ کرے اور اپنی لونڈی کو فرزند نرینہ بخشے تو میں اُسے خداوند کے لئے نذر گذرانوں گی جبتک کہ وہ جئے اُسترا اُس کے سر پر کبھی نہ پھریگا۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ خداوند کے آگے دُعا کر رہی عیلی نے اُس کے منہہ پر غور سے نظر کی۔ مگر حنّہ اپنے دل ہی میں کہتی تھی کہ فقط اُس کے ہونٹھ ہلتے تھے پر اُس کی آواز نہ سنی جاتی تھی۔ سو عیلی کو گمان ہوا کہ وہ نشے میں ہے سو عیلی نے اُسے کہا کہ کبتک تو نشے میں رہیگی تو اپنی مَے اپنے سے جدی کر دے۔ تب حنّہ نے جوابدیا اور کہا نہیں میرے خداوند میں تو دلگیر عورت ہوں میں نے نہ مَے نہ کوئی نشہ پیا پر خداوند کے آگے اپنا دل اُنڈیل دیا ہے تو اپنی لونڈی کو بلیعال کی بیٹی مت جان میں تو اپنی فکروں اور دکھوں کے ہجوم سے ابتک بول رہی ہوں۔ تب عیلی نے جوابدیا اور کہا کہ سلامت جا اور اسرائیل کا خدا تیری مراد جو تو نے اُس سے مانگی ہے پوری کرے اُس نے کہا کہ تیری مہربانی کی نظر تیری لونڈی پر ہو۔ تب وہ عورت گئی اور کھانا کھایا اور پھر اُس کا چہرہ اوداس نہ رہا۔

اور وے سویرے اُٹھے اور خداوند کے آگے سجدہ کیا اور پھرے۔ اور رامہ میں اپنے گھر آئے ۔ اور القانہ اپنی جورو حنّہ سے ہمبستر ہوا تو خداوند نے اُسے یاد کیا۔ اور ایسا ہوا کہ حنّہ کے حاملہ ہونیکے بعد جب دن پورے ہوئے وہ بیٹا جنی اور اُس کا نام سموئیل رکھا اس لئے کہ اُس نے کہا کہ میں نے اُسے خداوند سے مانگ کے پایا ہے۔ اور وہ مرد القانہ اپنے سارے گھر سمیت اُس برس کی قربانی اور اپنی منّت خداوند کے آگے چڑھانے کو گیا۔ لیکن حنّہ نہ گئی کیونکہ اُس نے اپنے خاوند سے کہا کہ جبتک کہ لڑکے کا دودھ چھوڑایا نجائے میں یہیں رہونگی اور پھر اُسے لیکے جاؤنگی تاکہ وہ خداوند کے سامنے حاضر ہو اور پھر ہمیشہ وہیں رہے۔ سو اُس کے خاوند القانہ نے اُسے کہا جو تجھے بھلا لگے سو کر جبتک کہ تو اُس کا دودھ نہ چھوڑائے ٹھہری رہ ۔ فقط اتنی غرض ہے کہ خداوند اپنے سخن کو برقرار رکھے سو وہ عورت ٹھہری رہی اور اپنے بیٹے کو دودھ پلایا کی ۔ یہاں تک کہ اُس کا دودھ چھوڑایا ۔

اور جب اُس نے اُس کا دودھ چھوڑایا تو اُسے اپنے ساتھ لے چلی اور تین جوان بیل اور ایک ایفہ آٹے کا اور مَے کی ایک مشک کو اپنے ساتھ لیا اور اس لڑکے کو سیلا میں خداوند کے گھر لائی اور وہ لڑکا بہت ہی چھوٹا تھا۔ تب اُنہوں نے ایک جوان بیل کو ذبح کیا اور لڑکے کو عیلی پاس لائے ۔ اور وہ بولی اے میرے آقا تیری جان کی قسم اے میرے آقا میں وہی عورت ہوں جو تیرے پاس خداوند کے آگے یہاں کھڑی ہو کے دعا مانگتی تھی میں نے اُس لڑکے کے لئے دعا مانگی تھی۔ سو خداوند نے میرا سوال جو میں نے اُس سے کیا تھا پورا کیا۔ سو میں نے بھی اُسے خداوند کو عاریت دیا تاکہ ساری عمر خداوند کا ہو اس لئے کہ یہہ خداوند سے طلب کیا گیا تھا۔ اور اُس نے وہاں خداوند کے آگے سجدہ کیا +

اور حنّہ نے دعا مانگی اور کہا کہ میرا دل خداوند سے خوش ہے خداوند سے میرا سینگ اونچا ہوا۔ میرا مُنہہ میرے دشمنوں کے سامنے کھولا گیا کیونکہ میں تیری نجات سے خوشوقت ہوئی۔ خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں۔ تیرے سوا کوئی نہیں۔ کوئی چٹان ہمارے خدا کی مانند نہیں۔ غرور سے بہت باتیں نہ کہو اور بڑا بول تمہارے مُنہہ سے نہ نکلے کیونکہ خداوند دانش کا خدا ہے اور اعمال اُس کے آگے تولے جاتے ہیں۔ زور آوروں کی کمانیں ٹوٹیں۔ اور وے جو لڑکھڑاتے تھے اُن کی کمریں مضبوط ہوئیں۔ وے جو پیٹ بھرے تھے آپ ہی روٹی کے لئے مزدور ہو گئے اور وے جو بھوکے تھے اُنہوں نے فراغت پائی۔ بلکہ بانجھ سات جنتی ہے۔ اور اولاد والی ناطاقت ہو گئی ہے۔ خداوند مارتا ہے اور جلاتا ہے اور وہی گور میں اُتارتا ہے اور وہی اُٹھاتا ہے۔ خداوند مسکین کرتا ہے اور دولتمند کرتا ہے۔ پست کرتا ہے اور بلند کرتا ہے۔ ناچیز کو خاک پر سے وہی اُٹھا کھڑا کرتا ہے اور کنگال کو گھورے سے اُٹھا لیتا ہے تا اُنہیں امیروں کے درمیان بٹھائے اور حشمت کے تخت کا مالک کرے کہ زمین کی تھونیاں خداوند کی ہیں اور اُس نے دنیا کی بنا اُن پر رکھی ہے۔ وہ اپنے مقدسوں کے قدم پر نگاہ رکھتا ہے۔ پر شریر اندھیرے میں چپ چاپ پڑے رہیں گے ۔

کیونکہ قوت ہی سے کوئی فتح نہیں پاتا - خداوند کے مخالف ٹکڑے ٹکڑے کئے جاوینگے اُس کے حکم سے آسمان پر سے اُن پر بادل گرجیں گے - خداوند زمین کی انتہاؤں کی عدالت کریگا - اور وہ اپنے بادشاہ کو زور بخشیگا اور اپنے مسیح کے سینگ کو بلند کریگا - اور القانہ رامہ میں اپنے گھر کو گیا اور وہ لڑکا عیلی کاہن کے آگے خداوند کی خدمت کرتا تھا - ....

سوعیلی نے القانہ اور اُس کی جورو کو دعا دی اور کہا خداوند تجھکو اس عورت سے اُس عاریت کے عوض میں جو خداوند کو دیگئی نسل دے - اور وے اپنے گھر کو گئے - پھر حنہ پر خداوند نے نظر کی اور وہ حاملہ ہوئی اور تین بیٹے اور دو بیٹیاں جنی اور وہ لڑکا سموئیل خداوند کے حضور بڑھتا گیا +

ابراہام کی بیوی سارہ (پیدایش ۱۷ باب اور ۱۶ آیت) اضحاق کی بیوی ربقہ (پیدایش ۲۵ باب ۲۱- آیت) یعقوب کی بیوی راخل (پیدایش ۳۰ باب ۱- آیت) اور القانہ کی بیوی حنہ (۱ سموئیل ۱ باب) یہ سب لیڈیاں (خاتونیں) عالی خاندان کی اور خدا پرست تھیں - جوانی تندرستی عمدہ روٹی کپڑا زیور آرام کا گھر پیارے رشتہ دار دولت نوکر چاکر وغیرہ اس دنیا کی سب اچھی چیزیں اِن کو نصیب تھیں - خوبصورتی اور نیک سیرتی کے باعث ہر طرح سے عزت کے لایق اور اپنے اپنے خاوند کی محبوبہ تھیں - مگر ایک غم نے اُن کی اِن ساری خوشیوں کو خاک میں ملا دیا ہوا تھا - اور وہ یہہ کہ اُن کے وسیلے اُن کے خاوند کے خاندان کا نام ہمیشہ تک قایم نہیں رہ سکتا تھا کیونکہ بے اولاد تھیں - اور جب بے اولاد والی عورتوں کو دیکھتیں تھیں تو اُن کا غم دوچند ہوجاتا تھا - شرم کے مارے آنکھیں اُن کے مقابل نہیں کرسکتی تھیں اور زار زار روتی تھیں - مگر آخر کو اُنہوں نے خدا کی ایسے زبردست ایمان کے ساتھ منتیں کیں کہ اُس سے اولاد لے ہی کر شکرانہ میں اُس کی حمد کے گیت گائے - یہہ تو اُن عورتوں کا حال ہے جو اپنے دنیاوی خاوندوں کے ساتھ وفادار تھیں -

اب ہم ہندوستانی عیسائی بھی اپنے اپنے حال پر ذرا نظر کریں - خدا نے ہم کو اس جہان میں زندگی تندرستی عقل علم و ہنر - دولت حکومت - عزت جسمانی فرزند گھر بار دوست غرضکہ اس زندگی کے آرام و خوشی کے سب سامان بخشے ہیں - مگر کیا ہمارے وہ روحانی بچے بھی ہیں جن سے ہمارے وسیلے ہمارے آسمانی باپ کا نام ہمیشہ تک قایم رہے کہ وہ سدا ان کا باپ ہووے اور یہہ اُس کے بیٹے بیٹیاں - اور اگر نہیں تو کیا اس روحانی بچے نہونے کے غم نے ہماری زندگی کو تلخ کردیا ہے اور دُنیا کی سب چیزوں سے ہمارا مُنہہ پھیر دیا ہے - کیا اس جہان کے اور اُس جہان کے مقدس لوگوں کی طرف دیکھکر جن کے روحانی بچے ہیں شرم کے مارے ہماری آنکھیں کبھی نیچی ہوئیں - کیا ہم کبھی اپنے فکروں اور دکھوں کے ہجوم سے خدا کے آگے جاکر بولے اور اُس کے آگے اپنا دل اُنڈیل دیا اور زار زار روئے ؟ اور اگر ہمنے ابھی تک ایسا نہیں کیا تو عزیزو آج قبولیت کا وقت ہے - وہ خدا جس نے حنہ کی سنی محبت میں ہمیشہ یکساں ہے - مسیح نے فرمایا ہے - ابتک تم نے میرے نام سے کچھ نہیں مانگا - مانگو کہ تم پاؤگے تاکہ تمہاری خوشی کامل ہو (یوحنا ۱۶ باب ۲۴- آیت) پس آؤ کہ ہم شکستہ دل اور بستہ اُمید سے مسیح کے وسیلے خدا باپ کے حضور عرض کرنے کو جائیں تاکہ حنہ اور بی بی مریم کی طرح روحانی بچے حاصل کرنے کے باعث ہمارے دل خوشی سے اور مُنہہ شکر گذاری اور حمد کے گیتوں سے پُر ہو دیں آمین -

بعض صاحب خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم یورپ کی زبانیں اور علم - فیشن اور تہذیب - حاصل کرینگے تو اور لوگ ہماری زندگی کے نمونہ کو دیکھکر آپہی خود بخود خدا کے فرزند بنجاوینگے - مگر - ایں خیال است و محال است و جنوں - نہ ایسا ہوا ہے نہو گا کبھی -

ہملا یورپین علم و تہذیب کا حاصل کرنا ہمارے ہندوستان کی سلطنت کے انتظام کے لئے شاید ویسا ہی ضروری ہو جیسا کہ ہمارے جسم کے لئے کھانا پینا - لیکن جیسا کھانا پینا خدا کی بادشاہت نہیں ویسا یورپین علم و تہذیب بھی خدا کی بادشاہت نہیں نیقودیمس قوم یہود کا ایک بڑا عالم اور مہذب سردار تھا مگر مسیح نے اُسے فرمایا " اگر کوئی سر نو پیدا نہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا " (یوحنا ۳ باب ۳- آیت)

روحانی بچے جننا کچھ آسان کام نہیں -

پولوس رسول فرماتے ہیں اے میرے بچو جن کے سبب مجھے پھر جننے کا درد ہے جب تک مسیح تم میں صورت نہ پکڑے (گلتیوں ۴ باب ۱۹- آیت)

"میرے باپ کا جلال اسی سے ہے کہ تم بہت میوہ لاؤ سو تم میرے شاگرد ہوگے ...... تمنے مجھے نہیں چُنا ہے بلکہ میں نے تمہیں چُنا ہے اور تمہیں مقرر کیا ہے کہ تم جاؤ (دنیا میں گنہگار روحوں کے پاس) اور میوہ لاؤ (کہ تم سے کلمہ حق سنکر اور تم میں روح القدس کو دیکھکر بہت ہی بہت لوگ مسیح کے وسیلے آسمانی باپ کے فرزند بنیں) اور تمہارا میوہ باقی رہے تاکہ تم میرا نام لے کے جو کچھ باپ سے مانگو وہ تمہیں دیوے " (یوحنا ۱۵ باب ۸ و ۱۶ آیت) +

ب صالح

غور طلب

جیسا باپ نے مجھے پیار کیا ویسا ہی میں نے تمہیں پیار کیا - تم میری محبت میں ثابت رہو - اگر تم میرے حکموں پر عمل کرو تو تم میری محبت میں قایم ہوگے جیسا کہ مینے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا اور اُس کی محبت میں قایم ہوں - مینے یہہ باتیں تمہیں کہیں تاکہ میری خوشی تم میں بنی رہے اور تمہاری خوشی کامل ہو +

....

مضامینِ مفید المبتدین

ایک نوجوان دولتمند حکیم کا قصہ

سیکڑوں برس گذرے کہ ایک نیک بادشاہ کی سلطنت میں ایک نوجوان حکیم جوکہ بڑا دولتمند تھا رہتا تھا اُس کا مکان نہایت عالی شان اور خوب آراستہ تھا اُس کے دیوان خانہ میں چہار طرف قدِ آدم شیشے دیواروں میں جڑے ہوئے تھے اور فرش مخمل کا اور پردے دروازوں کے تاشبادلہ کے تھے اُس حکیم نے اُس کمرے کا نام راحتِ جان رکھا تھا اُس کے دسترخوان پر سوا سونے اور چاندی کے برتنوں کے اور کسی قسم کی دھات کے برتن دیکھنے میں نہ آتے تھے اور کل جہان کی نایاب چیزیں اُس کے گھر میں موجود تھیں وہ ایسی عیش و عشرت میں پڑکر بڑے فخر کی باتیں کرتا خدا کو تو وہ بالکل بھول گیا تھا ایسا کہ اُس کے دل کے کسی کونے میں بھی خدا کے لئے محبت اور شکرگذاری کے واسطے جگہہ نہ پائی جاتی تھی اُس نے اپنے آرام و شان و شوکت اور دولت کو اپنا خدا بنا رکھا تھا اور بڑی بیفکری سے زندگی بسر کرتا تھا۔ ایسا ہوا کہ اُس نیک بادشاہ کی مملکت میں بڑا سخت کال پڑا کہ لوگ نہایت تنگ ہوئے اور بھوک کے مارے مرنے لگے بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی کہ تیری مملکت میں سخت کال پڑا ہی یہاں تک کہ لوگ فاقہ کشی کے باعث مرتے جاتے ہیں اگر جلد کوئی تدبیر نہ کیجائے تو چند ہی روز کے عرصہ میں تیری رعیت تباہ ہوجائیگی اِس خبر سے بادشاہ کو نہایت رنج ہوا اور اُس نے فوراً اپنی سخاوت کا ہاتھ دراز کیا اور مہربانی کا دروازہ ہر خواستگار کے لئے کھولا اور اپنے امیروں سے پوچھا کہ اے میرے دوستو کیا آپ لوگوں کو معلوم ہی کہ سخاوت کیسی ہی۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کی پر سب کی سب بیمعنی ٹھہریں اب تو سب کی آنکھیں بادشاہ کی طرف لگیں تاکہ اُس کی دانشمندانہ رائے کو سُنیں بادشاہ نے بڑے غور اور فکر کے ساتھ کہا کہ سخاوت بڑی ہی آسایش ہی کیونکہ ہزارہا اُس کو کھاتے ہیں اور آسودہ ہوتے ہیں اُس کو پہنتے ہیں اور شرمندگی سے بچتے ہیں کیا آپ لوگوں کو نہیں معلوم ہی کہ وہ لباس جوکہ ہم خود پہنتے ہیں جلد پُرانی ہوجاتی ہی پر وہ پوشاک جوکہ ہم دوسروں کو دیتے ہیں زیادہ دن تک رہتی ہی اور کبھی پُرانی نہیں ہوتی بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ ابد تک رہتی ہی (جیسے میں ننگا تھا تم نے مجھکو پہنایا اور بھوکھا تھا کھلایا) بادشاہ کی ان باتوں کو امیروں نے پسند کیا اور ہر ایک نے خوشدلی سے دست فیاضی کا غریبوں کی طرف دراز کیا۔ پر اُس نوجوان حکیم نے بادشاہ کی باتوں کا خیال نہ کیا بیفکری سے کہنے لگا کہ مجھکو اَور لوگوں سے کیا کام اور کیا فکر ہی دنیا میں جو چاہے سو ہو میں اپنے دماغ کو کیوں خالی کروں میں اپنے آرام اور عیش کا خواہاں ہوں بادشاہ کو اُسکی ایسی باتوں کے سننے سے غصہ آیا حکم دیا کہ اُس کو اُس ہی کے عالیشان مکان میں قید کرو اور وہ میری حضوری میں نہ آنے پائے درباریوں میں سے ایک نے کہا کہ اے بادشاہ تو ابد تک جیتا رہ کیا یہہ بہتر نہوگا کہ اس بیفکر کی تمام دولت لے لی جائے اور غریبوں کو تقسیم کی جائے تاکہ اُس کی اِس گستاخی اور بیفکری کی واجبی سزا ہو۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا کام نہ کیا جائے میں اُس کو اُسکی تمام دولت کھتے ہوئے سکھاؤنگا کہ دولت کیسی بے حقیقت اور ذلیل القدر شی ہی۔ بادشاہ سے قید کا فرمان سُنکر وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھکو تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ میرا بادشاہ رحمدل اور نیک ہی اُس کا یہہ غصہ صرف ایک ہی دن کے لئے ہی ماسوا اس کے میرا گھر تو نہایت خوشنما اور آرام کا ہی مجھکو کیا غم کل راحت بخش چیزیں میرے پاس موجود ہیں اگر ایک روز بادشاہ کی حضوری میں نہ گیا تو کیا پرواہ ہی۔ اِس ہی حالت میں اُس کو تمام دن گذرگیا جب شام ہوئی اور حکیم کے کھانے کا وقت آیا تو بادشاہ نے نوکروں کو حکم دیا کہ دسترخوان پر کسی قسم کا کھانا نہ چنا جائے پر صرف خالی سونے اور چاندی کے برتنوں سے دسترخوان آراستہ کیا جائے نوکر بادشاہ کا حکم بجالائے جب سب کچھ تیار کر چکے تو حکیم کو خبر دی کہ دسترخوان تیار ہی جب وہ کھانے کو بیٹھا تو کیا دیکھتا ہی کہ کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں پر دسترخوان خالی برتنوں سے نہایت خوبصورتی سے آراستہ ہی بہت پریشان خاطر ہو کے کہا کہ ان خالی برتنوں سے کیا مراد ہی۔ خفگی سے نوکروں سے پوچھا کہ یہہ تم نے کیا کیا جلد کھانا لاؤ نوکروں نے عرض کیا کہ گستاخی معاف ہو ہمکو بادشاہ سے صرف دسترخوان کو عمدہ سونے اور چاندی کے برتنوں سے آراستہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا پر کھانے کا کوئی حکم نہ دیا گیا سو ہم نے بادشاہ کے حکم کے موجب یہہ کام کیا ہی۔ اِس حالت میں اُس کے کئی دن گذرگئے اور وہ مارے بھوک کے جان بلب تھا اور کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی کہ جس سے جان بچتی۔ افسوس مجھ پر کیا کروں میری عزیز جان تو میری دولت سے کہیں بہتر ہو میں ان خالی سونے اور چاندی کے برتنوں کو کیا کرونگا میں تو مرنے پر ہوں بہت عاجزی سے کہنے لگا کہ کاٹھ کے برتن یا سوکھے پتّے کے دونے جس میں کھانا ہو جس کو میں کھاکر آسودہ ہوں اور مرنے سے بچوں میری تمام دولت سے کہیں بہتر ہیں میری دولت کو جو پہلے میری خوشی کا باعث تھی پر اب میری ہلاکت کا سبب ہی اس کو جلد میری آنکھوں کے سامنے سے دفع کرو میں ایسی دولت سے درگذرا۔ بادشاہ کو اُس کی اِس عاجزی کی خبر ہوئی فوراً آکر اُس کو گلے سے لگایا اور پھر اُس کے عہدے پر سرفراز کیا۔ یوں اُس نیک بادشاہ نے اس گھمنڈی اور بیفکر کو سکھلایا کہ جو شخص دولت پر فخر کرتے ہیں اُن کی حالت چمکتے اور خالی دینے والے برتنوں کی مانند ہی جوکہ صرف اپنی خوبصورتی ظاہر کرتے پر اُن سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اگر تم محبت نہ رکھو تو ٹھنٹھناتا پیتل اور جھنجھناتی جھانجھ ہو پر ایک غریب لاچار شخص جس میں کہ اپنے ہم جنس کے لئے محبت اور ہمدردی ہی اور وہ خدا کی پہچان سلامتی۔ اور محبت سے بھرا ہوا ہی وہ دُنیا کے تمام بادشاہوں اور امیروں سے زیادہ غنی اور خوشحال ہی۔ اُس وقت سے اُس حکیم کی زندگی دوسروں کے فائدے اور خوشی میں بسر ہوئی اور بارہا وہ یوں کہتا کہ فاقہ کشی اس فانی جسم کو اس قدر پژمردہ کردیتی ہی اور جب یہ حالت ہی تو کتنا زیادہ گھمنڈ خودغرضی وغیرہ غیرفانی روح کی پژمردگی کا باعث نہوگی۔ روز بروز اُس نے خدا کی پہچان و سلامتی اور محبت کو زیادہ زیادہ حاصل کیا اور فضل میں بڑھتا گیا +

گجرات پنجاب

بڑے افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ پادری جون کلیمنٹ صاحب مشنری یو۔ پی چرچ گوجرانوالہ بتاریخ یکم ماہ حال ۱۸۹۶ء بوقت ۳ بجے بعد دوپہر ۵۴ سال کی عمر میں بمقام گجرات نمونیا کی بیماری سے اس جہان فانی سے اپنا سفر تمام کر کے ملک جاودانی کو رحلت کر گئے۔

دوسری صبح ۸ بجے کا وقت ادائے رسم جنازہ کے لئے مقرر تھا۔ چنانچہ پادری صاحب مرحوم کی لاش کو مسٹر دینا سنگھ داماد پادری صاحب مرحوم کے گھر کے کمپونڈ میں رکھا گیا۔ اور پادری کلنڈول صاحب مشنری یو۔ پی مشن سیالکوٹ نے خدا کے کلام سے چند آیات پڑھ کر مسیحی ایمان امید اور بہشت کا بیان کیا۔ پھر پادری صاحب مرحوم کی زندگی پر چشم دیدہ وہ شہادتیں دیں جو ایک سچے اور غیرت مند عیسائی میں ہونی چاہئیں۔

ابھی وہ اپنا اڈریس ختم نکرنے پائے تھے کہ کثرت سے بارش شروع ہو گئی۔ اور برابر دو گھنٹہ تک برستا رہا۔ ¼ ۹ بجے بارش ختم ہوئی۔ اور پادری صاحب مرحوم کے جنازہ کو چوپہیہ گاڑی پر رکھ کر سرکاری قبرستان کو روانہ ہوئے۔ قبرستان میں پہنچکر باقی رسم جنازہ کی پادری ٹھاکر داس صاحب مشنری گوجرانوالہ نے ادا کی۔

ہم اس قدر لکھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پادری صاحب مرحوم نے اپنی ساری زندگی خداوند کی خدمت میں گذرانی ہے۔ چنانچہ آپکی خدمت کے قریباً ۳۰ سال اسی یو۔ پی مشن میں گذرے ہیں جس میں اخیر کے برابر ۲۰ سال ایک ہی شہر گوجرانوالہ میں صرف کئے ہیں +

(دینا سنگھ)

شعر و سخن

غزل

کیوں ہو تم میں اے جوانوں بیقراری اندنوں
کس لئے تم کر رہے ہو آہ و زاری اندنوں
سوچو سمجھو اور سنبھل بیٹھو میرے اے دوستو
آزمایش کی ہے دل پر یل جاری اندنوں
ہر گھڑی پھسلاتا ہے شیطان تاکہ ہم ناپاک ہوں
جاگ کر حاصل کرو تم ہوشیاری اندنوں
تم بچو ابلیس سے اور اُس کی سب تلبیس سے
دام میں اُس کے نہ آنا وہ ہے بھاری اندنوں
مانگو روح پاک اپنے آسمانی باپ سے
چاہئے ہم سب کو اُس کی انتظاری اندنوں
کرتو اے اصغر کو مقبس اپنی روح پاک سے
کیونکہ دل میں ہے ہمارے بیقراری اندنوں

الراقم

ڈپٹی جمیل الدین شہباز اصغر از سیالکوٹ

مناجات در تعریف خداوند مسیح

اے نور خدا جسم ترا نور ہے سارا
پر تجھسے منور ہے تیرے عرش کا تارا
یہ گلشن ایجاد تو ظلمت تھا سراسر
جب تک نہ ترا نور ہوا تھا چمن آرا
نسبت دوں تجھے کس سے تو عالم سے ہے برتر
تشبیہ کا اس جا نہیں ہوتا ہے گذارا
منظور نہ تھی رب کو جدائی تیری ہرگز
رحمت ہی کی خاطر تجھے دنیا میں اُتارا
گو دور ہے منزل نہیں کچھ خوف سفر ہے +
پر دل کو بھروسہ ہے کہ پیرو ہوں تمہارا
دنیا میں تو دیدار کی حسرت رہی ہر دم
محشر میں رہوں و درنہ رحمت سے خدارا
غوطے بھلا عیسیٰ کے دریا میں ہو کس سے
یہ بحر وہ ہے جس کی کہ نتھاہ ہے نہ کنارا
خواہش ہے سلامت کی ہے زیر قدم اے سدم
موجود ہوں جب عالم بالا میں دوبارا

راقم

سلامت علی پٹیسٹ مشن دہلی

ضرورت ۔ ضرورت ۔ ضرورت

ہمکو ایک مددگار عیسائی منشی کی ضرورت ہے جو کہ زمین اور زمینداری کام سے کچھ واقفیت رکھتا ہو لیاقت دار ہو اور انگریزی میں اچھی طرح لکھ سکے کی یا کم مڈل تک ہو۔ تنخواہ عہ ماہوار ملیگی۔ درخواستیں معہ اسناد و لیاقت و چال چلن بخدمت جناب پادری گرے صاحب چرچ مشن امرتسر آنی چاہئیں +

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ
قیمت بیرونجات سے معہ محصولڈاک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ للعہ
قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی ۔ للعہ
ایک شخص کے نام سے سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دیجائیگی ۔ ہر حالت میں قیمت پیشگی لیجائیگی +

پادری اے ایچ ۔ یوئنگ صاحب ۔ اڈیٹران چیف مینیجر اخبار نور افشاں کیواسطے ۔ لودیانہ مشن پریس لودیانہ میں ایم داؤکی کے اہتمام سے چھپا